کعبے کا کعبہ

تصنیف؛ ملک التحریر، مناظرِ اسلام، رئیس الفتاواہ
مفتی حافظ محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی (بہاولپور)

مکتبۂ اُویسیۂ رضویہ (سیرانی روڈ) بہاولپور پاکستان

قطب مدینہ پبلشرز کھارادر کراچی 0320-4027538

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو، کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

کعبے کا کعبہ



تصنیف: ملک التحریر مناظرِ اسلام رئیس الفتاوٰی

مفتی حافظ محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی بہاولپور

ناشر: قطب مدینہ پبلشرز۔ کراچی۔

موبائل: ۰۳۲۰-۴۰۲۷۵۳۶

فہرست ومضامین

نام کتاب : کعبے کا کعبہ

مصنف : علامہ مفتی فیض احمد اویسی مدظلہ العالی

باہتمام : محمد شاہ بخاری ٹرسٹ

اشاعت اول : ذیقعدہ المکرم ۱۴۱۹ھ 1999ء

اشاعت دوم : رجب المرجب ۱۴۲۰ھ اکتوبر ۱۹۹۹ء

کمپوزنگ : اسٹائلش کمپوزنگ

قیمت : روپے

ملنے کا پتہ

۱۔ مکتبہ المدینہ، شہید مسجد، کھارادر کراچی۔

۲۔ ضیاء الدین پبلشرز، شہید مسجد، کھارادر کراچی۔

۳۔ مکتبہ رضویہ گاڑی احاطہ، آرام باغ، کراچی۔

۴۔ مکتبہ غوثیہ، سبزی منڈی نمبر ۱، کراچی۔

۵۔ مکتبہ البصری، چھوٹی گٹی حیدر آباد، کراچی۔

۶۔ مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ، ہوم اسٹیڈیم روڈ، حیدر آباد، سندھ۔

۷۔ مکتبہ اویسیہ رضویہ، سیرانی روڈ، بہاولپور۔

۸۔ قادری کتب خانہ، ۹۰ سیٹھی پلازہ چوک علامہ اقبال سیالکوٹ۔

۹۔ مکتبہ ضیائیہ بوہڑ بازار، راولپنڈی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیش لفظ

رب کائنات نے جو کچھ بھی پیدا فرمایا، سب کے قبلہ کا تعین فرمایا حتیٰ کہ خود اپنے لیے بھی حبیب کریم ﷺ کی ذاتِ مبارکہ کو قبلہ قرار دیا، چنانچہ حضرت علامہ شہاب الدین سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ آیت مبارکہ،

"وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا" (سورۃ البقرہ ۱۴۸)

ترجمہ: "اور ہر ایک کیلئے توجہ کی ایک سمت ہے کہ وہ اسی کی طرف منہ کرتا ہے۔"

کے تحت بعض مفسرین کا یہ قول نقل فرماتے ہیں کہ،

فقبلة المقربين العرش والروحانيين الكرسي والكروبين البيت المعمور والانبياء قبلك بيت المقدس وقبلتك الكعبته وهي قبلة جدك واما قبلة روحك فانا وقبلتي انت۔

(روح المعانی پ ۲، ۱۵ مطبوعہ ملتان)

ترجمہ: "مقربین کا قبلہ عرش، روحانیین کا کرسی، کروبین کا بیت المعمور، انبیاء کرام کا بیت المقدس، آپ (علیہ الصلوٰۃ السلام) کا قبلہ کعبہ ہے اور یہ آپ کے جسم کا قبلہ ہے روح کا قبلہ میری ذات ہے اور میرا قبلہ محبوب تیری ذات ہے۔"

یہاں یہ بات پیش نظر رہے کہ قبلہ سے مراد توجہ کا مرکز ہے، قبلہ جہت کو کہا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی توجہ کا مرکز اس کے محبوب کریم کی ذات پاک ہے چنانچہ رشاد باری تعالیٰ ہوا،

"وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا" (سورہ طور ۴۸)

ترجمہ: "اور اے محبوب تم اپنے رب کے حکم پر ٹھہرے رہو کہ بے شک، تم نگہداشت میں ہو۔"

کعبہ معظمہ کو بیت اللہ کہا جاتا ہے۔ اب جب گھر کا مالک ہی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف توجہ مرکوز رکھے تو پھر گھر کی کیا مجال...... گھر کی عزت وعظمت تو گھر والے کی عزت وعظمت کے سبب ہی ہوا کرتی ہے ...... عالم اسلام کے عظیم عاشق صادق حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے خوب فرمایا کہ،

غور سے سن تو رضا کعبہ سے آتی ہے صدا
میری آنکھوں سے میرے پیارے کا روضہ دیکھو

بے شک حضور تاجدارِ مدینہ راحت قلب وسینہ ﷺ کی ذاتِ بابرکت کعبہ کا بھی کعبہ ہے ...... ہر ایک کا کوئی نہ کوئی قبلہ ہے جس کی طرف وہ توجہ کرتا ہے، جس کی سمت وہ رخ کرتا ہے۔ جانِ دو عالم ﷺ کی بعثت مبارکہ کے وقت جن عجائبات کا ظہور ہوا، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ کے دادا حضرت عبد المطلب فرماتے ہیں، میں حرم کعبہ میں تھا، سحری کے وقت جب نبی اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کی گھڑی آئی تو وہاں نصب کردہ تمام بت اوندھے گر پڑے اور کعبہ نے مقام ابراہیم کی جانب (مولد النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی سمت ہے) جھک کر سجدہ کیا اور رحمت دو عالم ﷺ کی تشریف آوری پر خوشی کا اظہار کیا اور انہیں اپنا قبلہ مانا)

(حاشیہ سیرۃ الحلبیہ نمبر ۴۲ بحوالہ شرح سلام رضا)

عشق ومحبت کے حسین پیکر، اہل محبت کے رہبر، امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ،

جن کے سجدے کو محراب کعبہ جھکی
ان بھنوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

سعادتِ عمرہ اور زیارت کعبۃ اللہ سے مشرف ہونے والوں کو پکار پکار کر فرمارہے ہیں کہ ٹھیک ہے کعبہ تو دیکھ لیا مگر کعبہ کی صدا ابھی تو سنو ...... ہاں، ہاں ...... غور سے سن تو رضا ...... کعبہ سے آتی ہے صدا ...... میری آنکھوں سے میرے پیارے کا روضہ دیکھو ...... ارے کعبہ تو دیکھ چکے ...... کعبہ کا کعبہ دیکھو ...... دھوم دیکھی ہے درِ کعبہ پہ بیتابوں کی۔!

اب ذرا ان کے مشتاقوں میں حسرت کا تڑپنا بھی دیکھ ...... خوب آنکھوں سے لگایا ہے غلافِ کعبہ ...... قصرِ محبوب کے پردے کا بھی جلوہ دیکھو ...... ہاں، ہاں مانا کہ زینت کعبہ میں تھا لاکھ عروسوں کا بناؤ ...... جلوہ فرمایہاں کونین کا دولہا دیکھو ...... کر چکی رفعتِ کعبہ پہ نظر پروازیں ...... ٹوپی اب تھام کے خاکِ درِ والا دیکھو ...... آؤ، آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو، ارے کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ، دیکھو ...... اس طرف روضہ کا نور اُس سمت منبر کی بہار ...... بیچ میں جنت کی پیاری پیاری کیاری واہ واہ ...... اے رضا، سب چلے مدینے کو ...... میں نہ جاؤں! ارے خدا نہ کرے ......

خوف نہ رکھ رضا ذرا تو تو ہے عبد مصطفےٰ
تیرے لیئے امان ہے تیرے لیئے امان ہے

پیش نظر رسالہ کے مصنف حضرت مخدوم ومحترم علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ، حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی بحر العلوم ذات اور ان کے عشق صادق سے مستفیض ہونے والوں میں نمایاں ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے ذریعہ سے امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی برکات سے نوازے اور ان کے عشق وعرفان سے لبریز قلم کو رواں دواں رکھے (آمین)

رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ
۲ دسمبر ۱۹۹۸ء

از قلم
(اقبال احمد اختر القادری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین اما بعد! ۲۶ نومبر ۱۹۹۱ء بروز منگل الحاج خیر محمد صاحب مقیم مکہ معظمہ حال وارد ڈیرہ خویش موضع سید پور ضلع رحیم یار خاں میں میلاد شریف کی تقریب میں فقیر نے کعبہ کا کعبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا مضمون چھیڑا۔ الحاج خیر محمد صاحب نے وضاحت چاہی فقیر نے چند اجمالی دلائل عرض کر دیے لیکن خیال گزرا کہ امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کے شعر

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

پر خصوصاً دور اہلسنت کے عوام پر عموماً وہابی دیوبندی نجدی اعتراض کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کعبے کا کعبہ کیسے جب کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم زندگی بھر اس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرتے رہے بلکہ بڑی چاہ سے بیت المقدس سے کعبۃ اللہ کو قبلہ بنایا جیسا کہ

(فلنولینک قبلتہ ترضا)

کا شان نزول بتاتا ہے تفاسیر میں ہے کہ جب تک بیت المقدس کی طرف نماز تھی تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دل مبارک چاہتا تھا کعبے کو نماز میں آسمان کی طرف نگاہ کرتے شاید فرشتہ حکم لاتا ہو کعبے کی طرف کا پھر یہ آیت اتری تب سے کعبہ مقرر ہوا۔ اور ظاہر ہے کہ کعبہ مسجود الیہ ہے اور مسجود الیہ ساجد سے افضل ہوتا ہے۔ جیسے حضرت بابا آدم علیہ السلام ملائکہ کرام سے اسی لئے افضل ہیں کہ آپ کی جانب انہوں نے سجدہ کیا اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کی طرف بارہا چل کر آئے طواف کیا وغیرہ وغیرہ۔

بہر حال کعبہ کعبہ ہے اور اس کا کعبہ کوئی اور ہو عجیب معاملہ ہے۔

اس مسئلہ کی وضاحت سے پہلے ایک مقدمہ عرض کروں۔

(مقدمہ) سطحی طور پر مخالفین کا اعتراض ایسا موثر ہے کہ عام آدمی نہ صرف متاثر ہوتا ہے

بلکہ ان لوگوں کو دین کی ٹھیکداری پر داد دیتا ہے لیکن ان کے اعتراض کی تقریر تمام تر بے دینی کی سند ہے اس لئے کہ ہم سب کا اتفاق ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جہاں آرام فرما ہیں وہ جگہ کعبہ اور بیت المعمور اور عرش معلیٰ تمام سے افضل ہے۔

یہ عقیدہ تمام کتب سیر اور ابواب الحج کے باب زیارۃ الرسول میں موجود ہے۔ فقیر دیوبندی فرقہ کی کتاب اور ان کے تمام علماء کی تصدیق شدہ المہند ص ۱۱ سے عبارت نقل کر رہا ہے مولوی انبیٹھوی نے لکھا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کا وہ حصہ جس سے آپ کا جسم شریف ملا ہوا ہے۔ عرش عظیم کرسی اور خانہ کعبہ سے افضل ہے۔

(المہند شائع کردہ اعزازیہ دیوبند۔ انڈیا)

یہ مسئلہ متفقہ ہے کسی کو اسمیں اختلاف نہیں۔ یعنی تمام متقدمین اور متاخرین علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کائنات کی ہر جگہ سے افضل ہے یہاں تک کعبہ اور عرش سے بھی افضل ہے۔

قاضی عیاض مالکی متوفی ۵۴۴ھ لکھتے ہیں

ولا خلاف ان موضع قبرہ افضل بقاع الارض۔ ۱

"یعنی اس بات میں علماء کرام کے درمیان کسی قسم کا اختلاف نہیں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی جگہ تمام روئے زمین سے افضل ہے"

واضح ہو کہ تمام علماء تسلسل اور تواتر کے ساتھ قبر انور کی تمام روئے زمین پر فضیلت کا اظہار کرتے رہے۔

فقہاء اسلام کی تصریحات

علامہ خفاجی نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض میں لکھتے ہیں کہ "نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور صرف تمام روئے زمین سے ہی افضل نہیں، بلکہ تمام آسمانوں سے، عرش سے اور کعبہ سے بھی افضل ہے جیسا کہ علامہ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔ اس کی وجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف اور عالی قدر ہے۔"

علامہ قرانی نے "قواعد میں لکھا ہے کہ فضیلت کے کئی اسباب ہوتے ہیں کبھی کسی چیز کی ذات میں فضیلت ہوتی ہے جیسا کہ علم میں ہے، کبھی کثرت عبادات کی وجہ سے فضیلت ہوتی ہے کبھی

جیسا کہ قرآن مجید کی جلد کی قرآن مجید کی، وجہ سے فضیلت ہے اور کبھی کسی جگہ قیام کرنے کی وجہ سے اس مقام کی فضیلت ہوتی ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر (شریف) کی فضیلت تمام روئے زمین پر ہے اور یہ کہنا غلط ہے کہ فضیلت کا مدار اعمال ہیں اور قبر پر کوئی عمل نہیں ہے اس سے تو یہ لازم آئے گا کہ صرف قرآن مجید افضل ہو اور اس کی جلد افضل نہ ہو" اس بات کا باطل ہونا بالکل بدیہی (ظاہر) ہے۔ علامہ سبکی نے اس کی موافقت میں فرمایا کہ اس پر اجماع ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر (شریف) روئے زمین میں سب سے افضل ہے اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے تو اس سے قبر انور مستثنیٰ ہے۔ دیکھئے جب کوئی شخص عظیم ہو تو اس کے رہنے کی جگہ بھی عظیم ہوتی ہے اور علامہ ابن عبد السلام نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر (انور) تمام جگہوں سے افضل ہے کیونکہ آپ کی قبر (شریف) پر اللہ تعالیٰ کی رحمت، رضوان اور فرشتوں کا نزول ہوتا رہتا ہے۔

احناف میں سے علامہ سروجی نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر (انور) کی فضیلت کے لئے یہی کافی ہے کہ ہر شخص اس جگہ دفن کیا جاتا ہے جہاں کی مٹی سے اس کی پیدائش ہوتی ہے۔

واضح ہو کہ تمام علماء تسلسل کے ساتھ مزار اقدس کی تمام روئے زمین پر فضیلت کا اظہار کرتے رہے

(۲) حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم علی الاطلاق جملہ مخلوق سے افضل ہیں کعبہ معظمہ عرش معلی جملہ رسل کرام انبیاء عظام اور ملائکہ کرام علی نبینا و علیہم السلام سب سے آپ کی فضیلت مسلم ہے بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر"

سب جانتے اور مانتے ہیں۔

(۳) کعبہ معظمہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہم وسلم کا ایک امتی ہے کیونکہ یہ عقیدہ مسلمہ ہے کہ آپ کل کائنات کے ذرہ ذرہ کے نبی ہیں نصوص قرآنیہ واحادیث نبوی علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام اس کی شاہد ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

(ارسلت الی الخلق کافتہ) (مسلم و مشکوٰۃ)

میں جملہ مخلوق کا رسول ہوں (صلی اللہ علیہ وسلم)

(۴) کعبہ محتاج ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بلکہ جملہ عالمین کے محتاج الیہ اور

آپ صرف اپنے رب تعالیٰ کے محتاج ہیں۔ (وما ارسلنك الا رحمة للعالمين) کا

یہی تقاضا ہے۔

امام اہلسنت شاہ احمد رضا خاں محدث بریلوی قدس سرہ نے فرمایا ہے۔

"وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا ہے

ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی"

۵۔ کعبہ معظمہ کی نیاز مندی:۔ مندرجہ ذیل چند شواہد حاضر ہیں اس سے اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ کعبہ معظمہ کو ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کتنی نیاز مندی اور عشق و محبت ہے۔

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شب ولادت میں کعبہ کے پاس تھا آدھی رات کو دیکھا کہ کعبہ مقام ابراہیم کی طرف جھکا (اسی طرف ولادت کا گھر مبارک ہے) اور سجدہ کیا اور آواز آئی (اللہ اکبر، اللہ اکبر رب محمد المصطفٰی الآن قد طهرني ربي من انجاس الاصنام وارجاس المشركين)

(مدارج (اردو) ص ۷ ج ۱ اور شواہد النبوۃ جامی)

اللہ تبارک تعالیٰ بڑا ہے اللہ بڑا ہے۔ وہ رب ہے محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کا میرے رب نے مجھے بتوں کی پلیدیوں سے پاک کیا۔

ان کی تعظیم کو جھکا۔ یہ فسانہ نہیں حقیقت ہے۔

باب ۱

کعبہ قبلہ:۔ کعبہ شریف کی تین حیثیات ہیں۔ (۱) ظاہر (۲) باطن (۳) حقیقت ؟
کعبہ اسی جہت کا علم (نام) ہے۔

یعنی کعبہ مکۃ المکرمہ کے اس "کمرہ نما" مرکز عبادت کو کہا جاتا ہے جس کی بنیاد آج سے قریباً چار ہزار سال پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے صاحبزادے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے رکھی تھی۔ اسے کعبہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کی لمبائی، چوڑائی اور اونچائی قریب برابر ہے۔ یعنی "مکعب نما" اس کی اونچائی 50 فٹ (15.25) میٹر ہے اس کے ایک کونے میں پاک اور متبرک پتھر سیاہ (حجر اسود) نصب ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر کے بعد بھی تعمیرات کا سلسلہ جاری رہا مختصر خاکہ ملاحظہ ہو۔

وہ بیت اللہ جو حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کرایا تھا۔ اس کی تعمیر مندرجہ ذیل تفصیل پر تھی۔

۱۔ کل دیوار کعبہ کی بلندی ۹ ہاتھ

۲۔ حجر اسود تا رکن شامی ۳۲ ہاتھ

۳۔ رکن شامی تا رکن غربی ۲۲ ہاتھ

۴۔ دیوار رکن یمانی تا حجر اسود ۲۰ ہاتھ

دو دروازے زمین سے متصل شرقاً غرباً رکھے تھے مگر کواڑ زنجیر قفل وغیرہ نہ تھے۔ دروازہ زنجیر اور قفل تبع حمیری نے لگوالا (غلاف کعبہ) سب سے پہلے کعبہ پر چڑھانے والا شاہ یمن ہے بعدہ عرصہ دراز تک حکومت مصر غلاف کعبہ بھیجتی رہی۔

کعبہ معظمہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد بنو جرہم نے از سر نو بنایا تھا۔ جرہم کے بعد قصی بن کلاب نے بنایا اور اسی طرح کعبہ رہا کہ ایک عورت کعبہ کے اندر خوشبو جلا رہی تھی جس کی چنگاریوں سے کعبہ جل گیا اس کے بعد قریش نے ولید بن مغیرہ کی سربراہی میں کعبہ بنایا مگر حلال پیسہ کی قلت کے سبب کعبہ بنیاد ابراہیمی پر نہ بنایا بلکہ حطیم کہ کعبہ میں، تھا باہر کر دیا اور چند ترمیمات مزید کیں کہ کعبہ جو پہلے نو ہاتھ کی بلندی کا تھا اٹھارہ ہاتھ کر دیا۔ یعنی بلندی دگنی کر دی اور دو دروازوں

کے جائے ایک ہی دروازہ لگایا اور وہ بھی بہت اونچا تاکہ جس کو چاہیں جانے دیں اور جسے چاہیں اندر جانے سے روک دیں۔ حجر اسود کے پاس سے ایک سیڑھی بھی بیت اللہ کی چھت کے لئے بنادی۔ نیز اس کی دولائن میں تین تین ستون قائم کر دیئے جب قریش نے کعبہ تعمیر کیا اس وقت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف 25 سال تھی۔ سرکار نے ایک موقع پر ام المومنین حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ کو دکھایا کہ بنیاد ابراہیمی یہ ہے اور کعبہ بنیاد ابراہیم پر نہیں بنایا گیا۔ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت پر حضرت عبداللہ بن زبیر نے از سر نو کعبہ کو بنیاد ابراہیمی پر اور طرز ابراہیمی پر بنایا اور ۲۷ رجب ۶۴ھ عبداللہ بن زبیر کے بعد ۷۴ھ میں حجاج بن یوسف خلیفہ عبدالملک کے گورنر نے از سر نو کعبہ تعمیر کرایا اور اسی بنیاد پر بنایا جس پر کفار نے کعبہ بنایا تھا۔ ۱۰۴۰ھ میں سلطان مراد بن احمد شاہ قسطنطنیہ نے سوائے اس رکن کے جس میں حجر اسود ہے از سر نو کعبہ بنایا گویا موجودہ کعبہ کی تعمیر تقریباً چار سو سال پرانی ہے۔ ہارون الرشید نے ارادہ کیا تھا کہ از سر نو کعبہ بنائے لیکن علماء وقت نے منع فرمادیا کہ یہ ایک کھیل ہو جائے گا۔

فضائل کعبہ اس کعبہ کے ظاہر کے فضائل میں احادیث مبارکہ بکثرت ہیں۔ منجملہ ان کے ایک یہ ہیں۔

ا۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من نظر الی الکعبته ایمانا و تصدیقا خرج من خطایاہ کیوم ولدته امه

یعنی جس نے کعبہ کو ایمان و تصدیق کی حالت میں دیکھا گناہوں سے پاک ہو گیا۔ جیسے نومولود بچہ۔ (۲) جس نے کعبہ میں ایک ماہ کا روزہ رکھا ایسا ہے جیسے ایک لاکھ روزے رکھے۔ کعبہ میں ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ایک نماز کے بدلے ہے کعبہ کا دیکھنا ایسا ہے جیسے غیر کعبہ میں ایک سال اس نے عبادت کی ہو۔

فائدہ ہم سب کا قبلہ بظاہر یہی کمرہ ہے جسکے چار سو ہم اس کی جانب نماز ادا کرتے اور حج وعمرہ کے لئے طواف کرتے ہیں گویا یہ ہمارے اصل قبلہ کا لباس ہے جو بار بار بدلا اسی کعبہ کے ظاہر کے لئے ہے کہ وہ اولیاء کرام کی زیارت کے لئے جاتا ہے اگر یہ نہ ہو تو اس کا معنی یہ ہوا کہ **قبلہ ہونا ختم بلکہ** قبلہ اسی جگہ کا نام ہے جس کا یہ ہی کمرہ لباس ہے۔ اسی لئے "ردالمختار" اور "در مختار"، اور دیگر فتاویٰ کی کتابوں میں تصریح ہے کہ یہ کمرہ کہیں چلا جائے یا ختم ہو جائے تو ہمارا قبلہ وہی جگہ ہے جہاں یہ

گرہ نصب ہے اس سے ثابت ہوا کہ بظاہر جس کا نام کعبہ ہے وہ پتھروں وغیرہ سے تیار ہوا اور مختلف ادوار میں مختلف اشیاء سے بنایا گیا اور ظاہر ہے کہ ان تمام اشیاء کے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ وکعبہ اور مرشد حق اور نبی مرسل ہیں حدیث شریف

(ارسلت الی الخلق کافتہ) میں تمام مخلوق کا رسول ہوں

فیصلہ :۔ کعبہ کے ظاہر کے جملہ اشیاء فرداً مجموعی طور انسانوں کی تیار کردہ ہیں لیکن انہیں شرف ملا کہ وہ کعبہ کے باطن سے منصوب ہیں اور باطن کعبہ کے کعبہ بھی حضور علیہ الصلوۃ والسلام ہیں تو کعبہ کے ظاہر کے بطریق اولیٰ کعبہ ہوئے۔

کعبہ کا باطن کعبہ کے ظاہر کی جگہ کعبہ کا باطن ہے اور کعبہ کے باطن کو یہ سعادت یوں نصیب ہوئی اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کو فرمایا۔

کہ اس نے حکم ربانی (ائبیتا طوعا او کرھا) (پ ۲۴ ن ۱۴)

"آ ؤ خوشی سے یا مجبور ہو کر"

تو زمین کا یہ ٹکڑا اور اس کے بالمقابل آسمان کا ٹکڑا بولے۔

(ائتینا طائعین) (پ ۲۴ ن ۱۴)

"ہم فرمانبردار ہو کر حاضر ہیں"

تو اللہ تعالیٰ نے اسے یہ شرف بخشا کہ تاقیامت اس کی تعظیم وتکریم ہوتی رہے گی اور اسی وقت سے ہی اس کی حفاظت کا سلسلہ شروع کیا گیا چنانچہ تفاسیر میں ہے کہ یہ کعبہ سب سے پہلے فرشتوں نے موتیوں سے بنایا۔ دوسری مرتبہ حضرت آدم علیہ السلام نے بنایا۔ تیسری بار حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے باعانت سیدنا اسماعیل علیہ السلام بنایا۔ آدم علیہ السلام کی بنیاد پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نشان لگایا اور اپنا پر مار کر تحت الثریٰ تک بنیاد قائم کی اور اس میں کوہ (۱) لبنان (۲) کوہ طور (۳) کوہ جودی (۴) کوہ حرا (۵) کوہ زیتا کے پتھر فرشتوں نے بھرے اور بیت اللہ شریف کی تعمیر میں تین پہاڑوں کے پتھر استعمال کئے گئے یعنی کوہ (۱) ابوقبیس، (۲) کوہ حرا (۳) کوہ ورقان بیت اللہ شریف کی تعمیر کی ابتدا یکم ذیقعدہ کو ہوئی اور ۲۵ ذیقعدہ کو مکمل ہوئی۔ اب اس باطن کعبہ کے متعلق ملاحظہ ہو۔

بشریت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا خمیر مبارک

یہ حصہ جس نے سب سے پہلے (اتینا طائعین) کہہ کر کائنات میں فضیلت کا تمغہ حاصل کیا دراصل حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ خمیر اقدس تھا جس سے آپ کی بشریت اقدس تیار ہوئی اور وہ خمیر اقدس کیا تھا اس کی تفصیل فقیر نے "محبوب مدینہ" (تاریخ مدینہ) کے ۸۳ تا ۸۷ لکھ دی ہے۔ خلاصہ ملاحظہ ہو (۱) علامہ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

لما ارادالله ان یخلق محمد رسول الله صلی اللهعلیه وسلم امر جبریل فاتاه بالقبضته البیضاء فعجنت بماء التسنیم ثم غمست فی انهار الجنته

راوه ابن الجوزی فی الوفا مطبوعه پاکستان

(ترجمہ) جب اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی (بشریت اقدس کے پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ وہ زمین سے سفید ٹکڑا لائیں چنانچہ وہ ایک سفید ٹکڑا لائے جسے تسنیم سے گوندھ کر انہار الجنۃ میں ڈبو دیا گیا۔

(۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ اصل طینته (صلی الله علیه وسلم من سرة الارض بمکته الکعبته)

یعنی حضور علیہ السلام کی بشریت کی مٹی مکہ کی ناف سے لی گئی ہے۔ جو مکہ میں کعبہ کے نام سے مشہور ہے۔

(۳) خلاصۃ الوفاء اور وفاء الوفا میں ہے۔

لما خاطب الله السموات والارض بقوله اتینا طوعا او کرها اجاب من الارض موضع الکعبته ومن السماء مایحاذ یها فالمجیب من الارض درته صلی الله علیه وسلم ومن الکعبته وحیت الارض

(ترجمہ) جب اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کو فرمایا آؤ خود یا مجبور ہو کر تو کعبہ والی جگہ اور اس کے بالمقابل آسمان کی جگہ نے جواب دیا ہم خود بخود حاضر ہیں زمین سے جواب دینے والا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نورانی خمیر تھا اسی لئے یہیں سے زمین بچھائی گئی۔

فائدہ۔ اس مضمون سے ثابت ہوا کہ اس کرہ (کعبہ) کی تعظیم و تکریم اسی خمیر مبارک کی وجہ سے ہے جس نے خود کو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے لئے پیش کیا اور وہ تھا خمیر بشریت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تو اس معنی پر یہ کعبہ بشریت (خمیر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کی قیام گاہ کا خادم ہوا تو خادم و مخدوم کا فرق اگر کوئی نہیں سمجھتا تو پھر اس جیسا غبی اور کون ہو گا۔

سوال:۔ قاعدہ ہے کہ جس کا خمیر جہاں کا ہے اس کا دفن بھی وہیں ہوتا ہے لیکن یہاں معاملہ برعکس ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں مدفون ہیں؟

جواب:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر معاملہ جملہ مخلوق سے اللہ تعالیٰ نے ممتاز رکھا ہے۔ یہاں بھی اس قاعدہ کی وجہ سے آپ مستثنیٰ ہیں اس لئے کہ اگر آپ کعبہ میں مدفون ہوتے تو عوام آپ کی تعظیم و تکریم کعبہ کے طفیلی سمجھتے حالانکہ کعبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طفیلی ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کی ولادت مبارکہ ربیع الاول اور سوموار کو اور رمضان و جمعہ کو نہ ہوئی تاکہ کسی کے ذہن میں نہ آئے کہ آپ کی عزت و عظمت رمضان اور جمعہ کی وجہ سے ہے بلکہ یہ عقیدہ رکھیں کہ کعبہ و رمضان اور جمعہ کو جو عزت و عظمت نصیب ہے وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہے (مدارج و جواہر البحار ووفاء الوفاء)

مزید تفصیل و تحقیق فقیر کی کتاب محبوب مدینہ میں دیکھئے۔

فائدہ:۔ مذکورہ بالا اعزاز و اکرام کو بحال رکھنے کیلئے طوفان نوح میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خمیر مبارک (جو کعبہ شریف میں تھا) گنبد خضراء کے مقام پر منتقل کیا گیا۔

(جذب القلوب خلاصہ الوفاء جواہر البحار وغیرہ)

قبلہ اصل:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل طینت یہی ناف ارض ہے یعنی وہ جگہ جہاں کعبہ معظمہ کا کرہ ہے اس معنی پر آپ اصل کائنات ہیں اسی لئے آپ کا لقب امی بھی ہے۔

مزید برآں۔ موجودہ کعبہ کے ظہور سے پہلے روئے زمین پر پانی ہی پانی تھا نہ زمین کا وجود تھا نہ آسمان کا نہ کرسی نہ لوح نہ قلم صرف پانی تھا اس کے اوپر عرش الٰہی گویا عرش الٰہی پانی پر تھا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے (وکان عرشہ علی الماء (پ ۱۲ نمبر ۷) اور اس کا عرش پانی پر تھا جس جگہ بیت اللہ شریف ہے وہیں سے زمین پر اور وہیں کی مٹی سے حضرت آدم علیہ السلام کا جسم مبارک بنایا

گیا۔ بعد میں یہ چالیس دن تک پھیلایا گیا (خشک کیا گیا) بیت اللہ شریف زمین کے وسط میں واقع ہے اگر ساری زمین کو بیت اللہ سے چاروں طرف ناپیں تو برابر ہو۔ اسی پانی پر کعبہ معظمہ کے مقام پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خمیر مبارک تھا۔

چنانچہ شعبی فرماتے ہیں۔

خلق الله جوهرة خضراء ثم نظر اليها بالهيبة فصارت ماء فخلق الله الارض من زبده والسماء من بخاره فكان اول ظاهر على وجه الارض عن ابن عباس رضى الله عنه قال اصل طينة النبى صلى الله عليه وآله وسلم من سرة الارض بمكته (ايضاً)

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے سبز جوہر (موتی) پیدا فرما کر اس پر ہیبت کی نگاہ ڈالی تو وہ پانی ہو گیا اس کی جھاگ سے زمین اور اس کے دھوئیں سے آسمان بنایا سب سے پہلے جو زمین پر ظاہر ہوا وہ یہی سبز جوہر مکہ تھا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خمیر مبارک مکہ کی زمین کی ناف سے ہے۔

اس کے بعد آخر میں فرمایا کہ۔

فهو صلى الله عليه وسلم فى التكوين والكائنات تبع له

ترجمہ۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تکوین میں اصل ہیں اور باقی جملہ کائنات آپ کی طفیلی۔

نتیجہ: اس طویل بحث سے واضح ہوا کہ کعبہ کا ظاہر وہی کرہ اور باطن وہی خلاء جس کے ارد گرد یہی کرہ ہے۔ یہی کرہ (کعبہ) ظاہری اولیاء کرام کی زیارت اور ان کے طواف کے لئے چلے جانے کا علماء کرام نے بیان کیا ہے۔ تحقیق آئے گی (انشاء اللہ) اصل کعبہ یہی مرکز ہے اور یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خمیر شریف کی چند روزہ قیام گاہ ہے اس سے اندازہ لگانا آسان ہو گا کہ حضور علیہ السلام کعبہ کے بھی کعبہ ہیں۔

حقیقت کعبہ یہ ظہور ربوبیت کا مرکز ہے اس معنی پر حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگرچہ بظاہر ہمارا کعبہ اس کی حقیقت ہی آپ کی اور ہم سب کی مسجود الیہ ہے اس کی تحقیق ملاحظہ ہو۔

حضرت مولانا محمد عبد الوحید المخاطب بہ محمد رحمۃ اللہ علیہ امیر تذکرۃ الحق میں لکھتے ہیں کہ

واینکه مکه معظمه محل نور حجابی مسجود الیه محمد رسول الله تعالیٰ

است و حقیقت آں تعین ذاتی باعتبار فعالیته مبدأ الربوبیته است که ش بیان صفت تعین ذاتی م علته وجود باوجود که ش بیان صفت وجود باوجود صلی الله علیه وسلم ام امبدء و مواد عالم است وازمراتب الٰهیات شامله مسجودیته اله مسجودله محمد رسول الله تعالیٰ است.

اس کا ترجمہ مولانا دوست محمد اجمیری مرحوم ماہیۃ الحق میں لکھتے ہیں۔

یہ کہ مکہ معظمہ محل نور حجابی ہے جو حضرت محمد رسول خدائی تعالیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مسجود الیہ ہے کہ اسی طرف سجدہ کیا گیا۔ اور حقیقت اس نور حجابی کی تعین ذاتی ہے جو باعتبار فعالیت کے (مبالغہ فاعل ہے) یعنی سب سے بڑھ کر کرنے والا۔ مبدءِ ربوبیت ہے کہ جہاں سے ربوبیت کی ابتدا ہے اور یہی تعین ذاتی وجود باجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم (جو عالم کا مبدء اور مواد ہے) علت ہے یعنی سبب ظہور وجود مبارک ہے) اور یہی تعین ذاتی کہ علت وجود باجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہے خدا کے خدائی مرتبوں سے جو شامل مسجودیت ہیں وہ مرتبہ ہے کہ محمد رسول خدائے تعالیٰ کا مسجود لہ ہے۔ اسی لئے آپ نے سجدہ کیا ہے۔

خلاصہ اویسی غفرلہ

یہ کعبہ ایک نور محجوب کا مرکز ہے اسی لئے حضور علیہ السلام کا مسجود الیہ ہے اور اس نور کی حقیقت تعین ذاتی ہے یعنی صفت ربوبیت کی ابتدا کا مظہر چونکہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظہور کا سبب ہے اسی لئے آپ نے اس کی تعظیم و تکریم سے اس کی طرف سجدہ کیا۔

اس کے بعد ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

این مربوط است ازعلته وجود باوجود معطوف علیه و از مراتب الٰهیات معطوف اگرچه حقیقته نور محمد که مبدء تعین او است اعلیٰ و افضل است از حقیقته نور حجابی بسبب بدتش برائی حقائق الٰهیات ولیکن آں نور حجابی از منسوبات الله تعالیٰ است بقیام حقیقش الله تعالیٰ واین نور حادثی از مخلوقات الله تعالیٰ است بقیام مجاز یش بالله تعالیٰ و کلام نفس وجود این هر دو است نه درحقیقته این هر دو. (حاشیه صفحه ۱۲. سے)

ترجمہ۔ اگرچہ حقیقت نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو آپ کا مبدء تعین ہے کہ جہاں سے آپ

کے تعین کی ابتدا ہوئی۔ حقیقت نور حجابی سے اعلیٰ و افضل ہے کیونکہ مبدء ہونا حقیقت نور محمدی کا حقائق الٰہیات کے لئے ہے۔ لیکن وہ نور حجابی خدا تعالیٰ کے منسوبات سے ہے کیونکہ اس کو خدا تعالیٰ کے ساتھ قیام حقیقی ہے اور یہ نور محمدی حادثی مخلوقات خدا سے ہے کہ اس کو خدا تعالیٰ کے ساتھ قیام مجازی ہے اور کلام ان دونوں کے نفس وجود میں ہے نہ ان دونوں کی حقیقت میں۔

خلاصہ یہ ہوا کہ حضور علیہ السلام کا کعبہ کی حقیقت کو مسجود الیہ ماننا بھی اس کی افضلیت کے لئے نہیں۔

پھر فرمایا۔

استحاله ذات مبارك بانوار حجابی کلی اوانی است پس جزئی آنی باشد و فضل نور حجابی کعبه معظمه بکلیته آنی است ش فضل کلی باحاطته جزئی دایں تبیین حقیقته جواب سوال مقدر است که ازیں عبارت میتواں یافت م واجب القاع نو دن مکه معظمه بخاطر عاطر ضرت محبوب رب العالمین بوجه نور حجاب الله مقصود و معبود است واحب البقاع بودن مدینه مکرمه بجناب رب العالمین بوجه وجود باوجود صلعم پس شرف المکان بشرف المکین خود فاروق فی الفضل بین است و درفضل مدینه مکرمه معظمه تاویل فضل جزئی تواندشد غلاف فضل مکه معظمه بوصف خیر ارض الله واجب ارض الله که جز کلی نتواندشد.

ترجمہ۔ اور استحالہ ذات مبارک حضور کا انوار حجابی کلی آوانی سے ہے پس یہ استحالہ شریف جزئی آنی ہوگا اور فضیلت نور حجابی کعبہ معظمہ کی کنیۃ آنی کے سبب ہے۔ اور کلی کو فضل جزئی پر جزئی کا احاطہ کرنے کے سبب ہے اور یہ بیان کرنا حقیقت میں جواب ہے سوال۔ مقدر کا جو اسی عبارت سے نکلتا ہے۔ اور مکہ معظمہ کا سب جگہوں سے محبوب تر جگہ ہونا حضرت محبوب رب العالمین کی خاطر عاطر میں خدائے مقصود و معبود کا محل نور حجاب ہونے کی سبب ہے۔ اور مدینہ مکرمہ کا جناب رب العالمین میں احب البقاع ہونا بسبب فرودگاہ وجود باوجود حضور ہے۔ پس شرف مکان کا مکین کے شرف کے سبب خود فارق بین فضل و منزلت میں ہے جس سے علانیہ منزلت میں فرق ظاہر ہے اور مدینہ مکرمہ کے فضل میں جو کہ معظمہ پر ہے جیسا حدیث سے ظاہر ہے فضل جزئی کی تاویل ہو سکتی ہے خلاف فضل مکہ معظمہ کے کہ بہتر خدا کی زمین اور محبوب تر خدا کی زمین اس کا وصف ہونے کی

سبب سوائے کلی کے اور فضل اس کا نہیں ہو سکتا۔

وبقطع نظر ازیں فضل مقصود بالانتساب اگر فضلی دیگر باشد غیر مقصود است والبتہ زمینکہ مشرف باشد بحمل جسد طیب اشرف جملہ روئے زمین و آسمان است سوائی زمینکہ محل نور حجابی است و عرش عظیم کہ محل نور مسجودلہ است اگر برسی بمطالب اختلاف دعویٰ شاں و لیل آں چنانکہ اختیار فرمودندوایں دلیل درمند میرسی بہ بھتری آں کہ اختیار کرد ان شاء اللہ تعالیٰ. والبتہ عنصر قلب شریف حضرت صلعم افضل است ازماھیتہ عرش عظیم بحکم تبع عنصر بروح درمسلو باتش والبتہ عنصر قلبی افضل است از عنصر غیر قلب. برتفاوت حد خودھا درتبع روح بفارق موجودات از مسلوبات مخصوصہ محمدی. وقلب بسیط شریف حضرت صلعم افضل است فضلاً بعد فضل از عرش عظیم بانکہ تعین عرش عظیم جزئی ش بیائی مجھول مفید معنی تقلیل م است از نور محمد صلعم باحمل انوار قدیم درآوان بلزوم تجدد امکان خود و دران بلزوم قرار تشخص زائد خود.

ترجمہ۔اور قطع نظر اس فضل کے کہ انتساب میں یہی فضل مقصود ہے اگر کوئی اور فضل ہو گا وہ غیر مقصود ہے اور البتہ وہ زمین جو حضرت کے جسد طیب کے حمل سے مشرف ہے یعنی وہ زمین جس نے جسد مبارک کو اٹھار کھا ہے تمام روئے زمین اور آسمان سے اشرف ہے۔ سوائے اس زمین کے کہ محل نور حجابی ہے اور سوائے عرش عظیم کے جو نور مسجودلہ کا محل ہے۔ اگر تو ہمارے علماء کے اختلافی مطالب اوران کی دلیل جو کچھ انھوں نے اختیار فرمائی ہیں معلوم کرے گا اور اس فقہ کی دلیل کو تو جو بہتر اور مختار کی ہے اس کو انشاء اللہ تعالیٰ پہنچ جائے گا اور بیشک عنصر قلب شریف حضرت عرش عظیم کی ماہیت سے افضل ہے کیونکہ عنصر مسلوبات روح میں تابع روح ہے جیسے روح اعلیٰ کو روح تابع سے افضلیت ہے مگر میں روح اعلیٰ کے مسلوبات روح تابع کے مسلوبات سے فوقیت و فضیلت ہے اسی طرح عنصر اعلیٰ فوقیت و فضل ہے اس لئے کہ عنصر تابع روح ہے۔ اور البتہ عنصر قلبی افضل ہے عنصر غیر قلب سے اپنے اپنے حد کے تفاوت پر جب کہ تبع و پیروی روح میں موجودات محمدی کا آپ کے مخصوصہ مسلوبات سے فرق کا لحاظ کریں۔ اور قلب بسیط آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم

عرش عظیم سے افضل ہے فضیلت کے بعد بڑھ کر فضیلت ہے۔ اس لئے کہ تعین عرش عظیم نور محمد کا ایک جزء قلیل ہے باوجود حمل انوار قدیم کے متعدد آنوں میں بسبب لزوم تجدد اپنی امکان کے اور آن واحد میں بسبب لزوم قرار اپنی تشخص زائد کے۔ کیونکہ حدوث ماہیت امکانی کیلئے جدت لازمی ہے اور جدت بعد فنا تعدد اوامکان وزمان کی مستلزم ہے لہذا تعین عرش کو حمل انوار قدیم کا متعدد آوان میں باعتبار تجدد خلق ماہیت ضروری ہے۔ اور تشخص زائد کو جو ماہیت پر ایک شے زائد علاوہ ماہیت ہے اپنے دوام بقا میں فنانہ ہونے کے سبب قرار لازمی ہے کہ آن وزمان واحد کا مستلزم ہے لہذا تشخص عرش کو حمل انوار قدیم کا بسبب لزوم قرار آن واحد میں ہوگا۔

حاشیہ ص ۹ اس کتاب کا تعارف اور مصنف کے القاب میں ماہیۃ الحق کے دیباچہ میں لکھا کہ

این کتاب مسمی ب مذکرۃ الحق از تصنیف عارف باللہ واصل الی اللہ سالک کامل مخزن حقائق منبع دقائق محقق الملۃ والدین مظہر علمائے راسخین کاشف اسرار غیبی واقف علم لدنی صوفی صافی شیخ الوقت فقیر کامل حضرت استادی مولائی مولانا مولوی عبدالوحید المخاطب بہ محمد امیر رحمۃ اللہ علیہ۔

اس کے بعد ایک صفحہ تقریباً کتاب کی توصیف میں لکھے اس کا ترجمہ کرنے والے ان کے شاگرد مولانا دوست محمد اجمیری مرحوم ہیں اس کا نام ماہیۃ الحق رکھا پرانی اردو ہے فقیر نے اسے جوں کا توں رہنے دیا چند مقام کی اصلاح کر کے پھر اسے اس کی حال پہ چھوڑ دیا البتہ صلعم کاٹ کر فقیر نے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اضافہ کیا ہے گزشتہ (۱۳ ویں) صدی کے اوائل کی تصنیف ہے اس کا اول و آخر گم ہے۔ کتاب کا اکثر مواد، فتوحات مکہ شریف سے ماخوذ ہے بہر حال حقیقت کعبہ پہ جو مختصر لکھا ہے خوب لکھا ہے ہم نے اپنے موضوع کے مطابق پا کر اس باب کو مع ترجمہ لکھ دیا ہے تاکہ واضح ہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حقیقت کعبہ کے بھی کعبہ ہیں۔

مزید توضیح - وتعین قلب بسیط شریف کلی ش بیائی مجهول مفید معنی تعظیم م است با حمل انوار قدیم درآوان بلزوم تجدد امکان خود و در ان بلزوم قرار تشخص زائد خود و تشریف اتصاف کلی درآوان فضلی دیگر است که بعرش عظیم نصیبی جزئی هم ازان نیست و دریں تبیں حقیقته جواب خطاهائے فکریست فکر سلیم در قرار نسبت مخصوصته الوجه فی محله بایدتا ازانچه باید برآید ش ای ازانچه باید برآمد برآید م و همچنین است تعظیم وجته دیگر آثارش

صلعم مختلف المقایق متحد النسبته المختصر شعر

بر زمینه کا نشان کف پائی تو بود

سالها سجده صاحب نظراں خواہد بود

تا آنکه اگر بشنود که اثری ازواست صلی الله علیه وسلم گو محقق نباشد تعظیم و حجته لازم است چه نفی آں ثابت نتواند شد و همین است عادتُ سلف ماوالا سوء ادب درتعظیم و محبت ظاهر + ش درحال امام مالك رحمته الله تعالیٰ مذکور است در مدینه منوره هرجاکه عمارت قدیم میدیدیا دب تمام می بوسید نظر برآنکه شاید آں رسول خدا حبیب کبریا صلعم وقتی دستے بآں رسانیده باشد ازینجا ظاهر است که برائی تعظیم آثار صحت روایت درکار نیست صرف احتمال کافی باشد

(ترجمہ) اور تعین قلب بسیط شریف ایک عظیم کلّی ہے انوار قدیم کا آوان متعدد میں حاصل ہونے کے سبب خود کے امکان کے تجدد لازم ہونے سے اور آن واحد میں اپنی تشخص زائد کے قرار کے لازم ہونے سے۔ اور اتصاف کلی کا تشرف جو آواران میں ہوتا ہے ایک دوسرا افضل ہے کہ عرش عظیم کواس سے ایک جزئی حصہ بھی نہیں ہے اوراس تبیین یعنی بیان کرنے میں حقیقت کے جواب ہے فکری خطاؤں کا پس نسبتیں کہ وجہ مخصوصہ رکھتی ہیں ان کو اپنی اپنے محل میں ٹھہرانے میں فکر سلیم چاہیے تاکہ جو جس چیز سے کہ حاصل ہونا چاہئے حاصل ہووے۔ اوراسی طرح تعظیم و محبت ہے حضور کے اور دوسرے آثار کی جن کی حقیقتیں مختلف ہیں اور نسبت متحد ہے۔ مختصر یہ ہے شعر

جس جانشان پائے مبارک ہو آپ کا۔ برسوں ہی سجدے اہل بصیرت کیا کریں

یہاں سن لو کہ حضور کا کوئی اثر ہے گو محقق نہ ہو تو تعظیم و محبت لازم ہے کیونکہ اس کی نفی ثابت نہیں ہوسکتی۔ اور ہمارے سلف کی یہی عادت ہے۔ ورنہ تعظیم و محبت میں بے ادبی ظاہرہ چنانچہ امام مالک رحمتہ اللہ تعالیٰ کے حال میں مذکور ہے کہ مدینہ منورہ میں جہاں کہیں پرانی عمارت دیکھتے تھے پورے ادب کے ساتھ چومتے تھے یہ خیال کرکے کہ شاید کبھی اس رسولؐ خدا حبیب کبریا نے اس پر دست مبارک لگایا ہو۔ یہاں سے ظاہر ہے کہ تعظیم آثار کے لئے صحت روایت درکار نہیں صرف

احتمال کافی ہے (تذکرہ الحق مابیۃ الحق ص ۳۲۰ تا ۳۲۳)

فائدہ۔ یہی حقیقت ہی جس کے متعلق حدیث شریف میں ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان الکعبتہ متحشر کالعروس المھز فوفتہ (الی بھلھا) وکل من حجھا یتعلق باستارھا بسحون حولھا حتی تدخل الجنتہ فیدخلون (احیاء العلوم العزالی رحمتہ)

(ترجمہ) بے شک کعبہ قیامت میں یوں اٹھایا جائے گا جیسے شب زفاف دلہن کو دلہا کی طرف لے جاتے ہیں۔

تمام اہلسنت جنہوں نے حج مسروز کیا اس کے پردوں سے لٹکے ہوئے اس کے گرد دوڑتے ہونگے یہانتک کہ کعبہ اور اس کے ساتھ یہ سب جنت میں داخل ہوں گے۔

اسی کے جلوے ہر جگہ حاظر وناظر ہیں ورنہ کعبہ تو ایک کمرہ ہے وہ کل مخلوق کا قبلہ کیسے جب کہ عالم دنیا کے نمازی مختلف جہات و مختلف مقامات پہ نماز کرتے ہیں تو سب کو تو ایک کمرہ آگے نہیں بلکہ وہی حقیقت کعبہ سب کی قبلہ ہے۔

اسی حقیقت کعبہ کے لئے حکم ہے کہ ادھر پیٹھ نہ ہو، پاخانہ۔ پیشاب کے وقت اس طرف پیٹھ ہو نہ منہ۔ یہانتک کہ ایک صحابی نے مدینہ طیبہ میں اس طرف تھوکا تو حضور علیہ السلام نے اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے روک دیا اور اب بھی یہی حکم ہے کہ قبلہ کی جانب تھوکنا مکروہ ہے۔

الحمد اللہ۔ اسی حقیقت کعبہ کے انوار ذرہ کائنات میں پھیلے ہوئے ہیں اسی لئے علماء فرماتے ہیں کہ ہروقت قبلہ رخ بیٹھنے والے کا چہرہ نورانی ہو جاتا ہے۔ یہ انوار اسی حقیقت کعبہ کے ہیں اس کا نقاب یہی ظاہری کعبہ ہے۔

نکتہ کعبہ میں ایک مرکز میں رہ کر ہر جگہ حاضر وناظر اور لباس کے اندر ایسا نور کہ کائنات کے ذرہ ذرہ میں جلوہ گر لیکن افسوس کہ کعبہ کے کعبہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار۔

قبلہ الٰہی نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو کعبہ کا قبلہ (کعبہ) تسلیم کرنے سے بد قسمت امتی پس و پیش کر رہا ہے حضرت علامہ سید الوسی رحمتہ اللہ نے تفسیر روح المعانی میں تو ثابت فرمایا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم خود اللہ تعالیٰ کی توجہ کے بھی مرکز (قبلہ) ہیں۔ چنانچہ فرمایا۔

(روح المعانی ص پارہ ۲ تحت آیۃ لکل وجہۃ)

الحمد للہ۔ دلائل قاہرہ وبراہین باہرہ سے ثابت ہوا کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ کے ظاہر وباطن اور اس کی حقیقت کے کعبہ یعنی قبلہ یعنی ان کی توجہ کا مرکز ہیں۔

یہ شان ہے خدمت گاروں کی

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان تو ارفع و اعلیٰ ہے اللہ نے آپ کے غلاموں کو یہ شرف بخشا ہے کہ کعبہ معظمہ ان کی تعظیم وتکریم کرے اور ان کی زیارت کے لئے ان کے ہاں تشریف لے جائے اور ان کا طواف کرے فقیر نے اس پر ایک رسالہ لکھا کئی بار شائع ہوا بنام ”القول الجلی فی ان الکعبۃ تذھب الی زیارۃ الولی“ موضوع کی مناسبت مختصر دلائل ملاحظہ ہوں۔

اولیاء اللہ کو کعبہ کے طواف کی کہانی
مولوی اشرف علی تھانوی کی زبانی

ہمارے دور میں اس مسئلہ میں عموماً اولیاء کرام کے مخالفین ہی شور مچاتے ہیں اور مخالفین کو قرآن وحدیث پر اتنا ایمان نہیں جتنا اپنے صنادید پر ایمان ہے چنانچہ ذیل میں ان کے ایک بڑے گرو کی کتاب بوادر النوادر از ص ۱۳۰۷ سے من وعن بحث کو معرض وجود میں لاتا ہوں ہو سکتا ہے کہ کسی منصف مزاج کی قسمت جاگ پڑے وھو ھذا۔

کعبہ کا بعض اولیاء کی زیارت کو آنا

سوال : بابت استقبال قبلہ شامی و بحر الرائق و طحطاوی بر امرتی الفلاح و باب ثبوت النسب در مختار و شامی وغیرہ معتبرات فقیہہ سے جو جواز آنے بیت اللہ شریف کا واسطے زیارت اولیاء اللہ کے بلکہ طواف اولیاء کرنے کے ممکن و منجملہ کرامات ہونا لکھا ہے اور روض الریاحین امام یافعی میں وقوع اس کا اور دیکھنا ثقافت آئمہ و علماء کا اس کرامات کا منقول ہے اس کو غیر مقلدین لغو اور غلط امر کہتے ہیں ان کا خیال و قول یہ ہے کہ کعبہ ایسا معظم کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اشرف المخلوقات تھے اس کی تعظیم طواف سے کی وہ دوسرے اپنے سے کم درجہ کی زیارت و طواف کے لئے جائے یہ قلب و موضوع و ناممکن امر ہے ہاں اگر قرآن وحدیث سے یہ امر مدلل کیا جائے تو قابل تسلیم ہو سکتا ہے لہذا اعلاء احناف کے جناب میں گزارش ہے کہ عقیدے کو نصوص قرآن وحدیث سے باستنباط از آیات واحادیث مدلل و ثابت فرما کر کتب فقہ حنفیہ و روض الریاحین وغیرہ تالیفات آئمہ سلف کو وجہ غیر معتمد ہونے سے بچائیں اور جہاں تک جلد ممکن ہو جواب سے سرفراز فرمائیں اس امر کی نسبت سخت نزاع درپیش ہے۔

الجواب

حدیث (۱) عن ابن عمرانه نظر یوماً الی الکعبته فقال ما اعظمك وما اعظم حرمتك والمومن اعظم حرمته عندالله منك اخرجه الترمذی و حسنه (ص ۲۴ج ۲)

واوداه ابن ماجه مرفوعًا عن ابن عمرو لفظه قال رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم یطوف بالکعبته ویقول کااطیبك و اطیب ریحك و اعظم حرمتك والذی نفس محمد بیده الحرمته المومن اعظم عندالله حرمته منك الخ (ص ۲۹۰ اصح المطابع)

حدیث (۲) عن جابران رسول الله صلی الله علیه وسلم قال رایت الجنته فرایت امراة ابی طلحة و سمعت خشخشه امامی ماذا بلال رواه مسلم (مشکوٰة ص ۵٦۷)

۱۔ ابن عمر نے کعبہ کو دیکھ کر فرمایا اے کعبہ تو بڑی عزت و حرمت والا ہے لیکن مومن کی عبادت و حرمت تجھ سے زائد ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ حضور علیہ السلام کعبہ کا طواف کرتے ہوئے کعبہ کو فرمایا کہ اے کعبہ تیری بھی بڑی شان ہے لیکن مومن کی شان تجھ سے زیادہ ہے۔

۲۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے بہشت میں ابی طلحہ کی عورت کو دیکھا اور اپنے سے پہلے بلال کے جوتوں کی آواز کو سنا۔

حدیث نمبر ۳۔ عن جابر قال سمعت النبی صلی الله علیه وسلم اهتز العرش الموت سعد بن معاذ فی روایته قال اهتز عرش الرحمٰن لموت سعد بن معاذ متفق علیه مشکوٰة ص ۵٦۷

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سعد کی موت پر خدا کا عرش کانپ اٹھا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخصیتوں کا بہشت کو اشتیاق رہتا ہے۔ علی، عمار، سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین۔

(۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ چلیے ام ایمن کی زیارت کے لئے تشریف مبارک کر آئیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی زیارت کے لئے تشریف مبارک لے جاتے تھے۔

(۴) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قریش نے میری تکذیب کی تو میں حجر اسود میں آیا تو اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے سامنے کر دیا اور لمعات میں ہے کہ بیت المقدس کو اٹھا کر مسجد حرام میں دار عقیل کے قریب رکھ دیا گیا اور میں اسے دیکھ رہا تھا۔

حدیث ۴ عن جابر انه سمع رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول لما کذبنی قریش قمت فی الحجر فجلی الله لی بیت المقدس الحدیث متفق علیه مشکوٰۃ ص ۵۲۲ واللمعات جاء فی حدیث ابن عباس فجئ بالمسجد حتی وضع عند دار عقیل وانا انظر الیه

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب قریش نے میری تکذیب کی تو میں حجر اسود کی طرف اٹھا تو اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس سامنے کر دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ اسے مسجد حرام میں لایا گیا۔

(فائدہ) بعد نقل ان احادیث کے جواباً عرض کرتا ہوں کہ سوال میں معترض نے دو قول نقل کئے ہیں ایک یہ کہ یہ قصہ موضوع ہے دوسرا یہ کہ یہ ناممکن ہے قول اول کی یہ دلیل بیان کی گئی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعظیم طواف سے کی اور قول ثانی کی دلیل بیان نہیں کی سو قصہ کا موضوع کا جواب حدیث سے ظاہر ہے کہ ابن عمر کعبہ سے ہر مومن کو افضل بتاتے ہیں اور اول تو یہ امر مدرک بالرائے نہیں اس لئے حکماً مرفوع ہو گا اور اس سے قطع نظر بھی کیا جائے تاہم کسی صحابی سے اس پر نکیر منقول نہیں پھر اس کی صحت میں کیا شک رہا پھر ابن ماجہ میں تو اس کی رفع کی تصریح ہے اور سند بھی اچھی ہے اب کلام مذکور کی بھی حاجت نہیں رہی۔ رہ گیا طواف فرمانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کا اور اس کی تعظیم کرنا سو یہ ایک امر تعبدی ہے

جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مساجد کا احترام فرماتے تھے تو مسجد کا آپؐ کے افضل و اعظم ہونا لازم آگیا اسی طرح بیت معظم بھی آپؐ سے افضل نہ ہو گا پھر جب آپؐ اس سے افضل ہوئے اور پھر آپؐ نے اس کا طواف کیا تو اس سے ثابت ہو گیا کہ مفضول بھی ہو تا تب بھی افضل کا طواف کرنا مفضول کا طواف افضل کر سکتا۔ سو اگر مومن بیت معظم سے مفضول بھی ہو تا تب بھی افضل کا طواف کرنا مفضول کے لئے جائز ہو تا جب کہ مومن کا افضل ہونا ثابت ہو گیا پھر تو کچھ بھی استبعاد نہ رہا باقی یہ ظاہر ہے کہ یہ فضیلت جزی ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ انسان کو جہت سجدہ بھی بنایا جاوے یا انسان کا کوئی طواف کرنے لگے اور یہ سب اس وقت کہ طواف بطور تعظیم ہو اگر یہ طواف لغوی ہو بمعنے آمدورفت جو مقارب ہے زیارت کا تو وہ اپنے مفضول کے لئے بے تکلف ہو سکتا ہے۔

جیسا حدیث ۵ اور ۶ میں مصرح ہے اور محض ایسے امور سے افضلیت کا ثبوت کیسے ضروری ہو گا جب کہ حدیث ۲ میں تقدم جلال کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر منقول ہے اس تقدم کو شراح حدیث نے تقدم الخادم علی المخدوم سے مفسر کیا ہے پس ایسا ہی یہاں ممکن ہے نیز عرش جو کہ تجلی گاہ حق ہے اور اس کی صفت میں کسی بشر کو دخل نہیں ظاہراً بیت معظم سے افضل ہے باوجودیکہ اس کی حرکت ایک امتی کے لئے حدیث (۳) میں مذکور ہے سو اسی طرح اگر بیت معظم کسی مقبول امتی کے لئے حرکت کرے تو کیا استبعاد ہے۔ نیز روح اس کی حرکت کی اشتیاق ہے سو جنت جو کہ حق تعالیٰ کے تجلی خاص کا دار ہے حدیث (۴) میں اس کا مشتاق ہو۔ بعض امیان مقبولین کی طرف وارد ہے تو کعبہ کا اشتیاق بھی کسی مقبول امتی کی طرف کیا مستبعد ہے پس ان حدیثوں سے خود زیارت و طواف کا استبعاد تو رفع ہو گیا جو کہ بحث نقلی تھی اب صرف بحث عقلی باقی رہی کہ خانہ کعبہ اتنا بھاری جسم ہے یہ کیسے منتقل ہو سکتا ہے سو اوّل تو

ان اللہ علیٰ کل شی قدیر ہ میں اس کا جواب عام موجود ہے دوسری حدیث (۷) کے ضمیمہ میں جواب خاص بھی ہے جو خصائص کبریٰ جلد اول ص ۱۶۰ میں نقل کیا ہے۔ ابن ابی شیبہ، والنسائی وابزادو الطبر الی والی نعیم بسند صحیح اور یہ سب گفتگو قول اول کے متعلق تھی۔ رہا قول ثانی کہ یہ ناممکن ہے سو استفاء یہ ہے کہ آیا عقلاً ناممکن ہے یا شرعاً یا عادتاً اول کا انتفاء ظاہر ہے اگر شق ثانی

ہے تو محو حق کے نزدیک اس کا ثبوت ہے ورنہ تو کہ شک ہے اور اگر شک ثبوت ہے تو مسئلہ جب کہ جمع
ہے کیونکہ کرامت ایسے ہی واقعہ میں ہے جو عادۃً ممکن ہو مگر کرامت ہو گی اب ایک شبہ باقی ہے
وہ یہ کہ جب اس کی کو جب ہے کہ نظر نہیں کہیں منقول نہیں کہ کعبہ اپنی جگہ سے غائب ہوا ہو
یہ شبہ حضرت سائل کے ضمیر میں ہو تب سوال کا جواب ہے حق اس کا جواب یہ ہوسکتا ہے
کہ ہو سکتا ہے کہ اس وقت اتفاق سے کسی کو یہ کیفیت نہ ہو (واللہ تعالیٰ اعلم) نبی فی الاسلام
یہ اس وقت ہے جب کہ جسم منتقل ہو اصلاً قریب گیا ہے کہ کعبہ کی حقیقت مثالیہ اس جسم کا
مجسم ہوا ہے جس طرح حضرت (۲) میں آپ نے بلال کی مثال دیکھی تھی وہ بلال تھا اس وقت
مثالی ہو خواب میں صرف ایک ماہیت شبیہ سا اس کی صورت ہے کہ حسب ارشاد محمد نہیں گئے ہوں گے
قائل ہو کہ درست نہیں سوال کا جواب یہ ہے کہ خود محمد نہیں نے غیر اسلام کی علامت میں سے کہ
حقائق کی تحقیق نہیں کی ہے تو اس سے بھی کم ہے یہاں صرف اتفاقی ہے کہ کعبہ کا استقبال کو جاتا
قدرت مطلق سے خدا اس نے کوئی خرق عادت کی ضرورت نہیں ہے حضرت عطار فرماتے ہیں جو شخص کامل
ہو جائے گی کرے گا اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے سے کچھ حصہ ضرور نصیب ہوگا
یہاں فرق اتنا ہی ہے کہ پیغمبر کے کام جو خلاف عادت ہو معجزہ کہتے ہیں اصطلاح کا یہ
کام ولی کرامت اور ہے کرامت حاصل ہوتی ہے مطابق حسب نبوت کے حاصل ہوتی ہے جیسا کہ
علامہ ہے جو خواب نبوت کے چالیس حصوں میں سے ایک ہے اور یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا
(انشاء اللہ) ابھی یہ خیر ہے کہ ایک کامل ولی کا واقعہ ملاحظہ ہو۔

کعبہ کی زیارت ایک دفعہ پیر سیال قطب دوران حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری علیہ
الرحمۃ لاہور کی شاہی مسجد میں تشریف لائے آپ فرماتے ہیں کہ کعبہ حضور میرے قریب آگیا
آپ نے اسی حال میں یہ کہتے ہوئے بیت پڑھی ہیں

نعرۂ	عشق	ہر	دم	سے	کردم
بے	چوں		قبلہ	روئے	محمد
کعبہ		صورتاں		ست	مردم
قوّاب				مطہرے	قمہ

(ترجمہ) میں ہر وقت کلام عشق اور تیرے روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قبلہ بنا کے

ابروئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے محراب میں عشاق ہر وقت سربسجود ہیں۔

(فائدہ) معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ اپنی نمازوں میں اور اپنے وظیفہ واذکار میں حضور علیہ السلام کا بھی مشاہدہ فرماتے ہیں ورنہ آپ صرف کعبہ کے دیکھنے کا ذکر کر کے ان شعروں میں صاحب کعبہ کے مشاہدہ کا بھی ذکر فرماتے ہیں معلوم ہوا کہ آپ کعبہ اور صاحب کعبہ دونوں کا ہی مشاہدہ فرماتے ہیں ورنہ اس قطعہ کو بے محل پڑھنا کیوں۔

اولیاء کرام کو طواف کعبہ یہ مسئلہ نہ صرف واقعات یا بزرگوں کے ملفوظات سے ثابت ہے بلکہ ہمارے فقہاء و محدثین اور مفسرین رحمہم اللہ نے اس پر مستقل بحثیں لکھی ہیں اور دلائل عقلیہ ونقلیہ سے ثابت فرمایا کہ اولیاء کرام کو کعبہ کا طواف حق ہے۔ چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

(۱) امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کعبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اولیاء امت کے طواف کے لئے آتا ہے اور ان سے برکات حاصل کرتا ہے اور اگر کعبہ ان بزرگواروں سے برکات حاصل کرے تو کیا تعجب ہے۔

مکتوبات ۱۲ اص ۲۰۹ ص ۳۴۸

تعارف مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سیدنا امام ربانی کی شخصیت محتاج تعارف نہیں عرب وعجم آپ کو اپنا امام ہزار دین سال کا مجدد تسلیم کرتا ہے غیر مقلدین وہابی اور دیوبندی سب کے سب آپ کی امامت و پیشوائی کے قائل ہیں لیکن افسوس کہ یہ فرقے ان کے نام کو مانتے ہیں کام کو نہیں مانتے سیدنا امام ربانی کا یہ ارشاد ایمان کی جان ہے ملاحظہ ہو۔

محبت میں بحضرۃ حق سبحانہ ازاں جہت
است کہ رب تعالیٰ رب محمد است

مکتوب شریف ص ۲۲۴

اللہ تبارک وتعالیٰ سے مجھے اسی لئے محبت ہے کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رب ہے۔

مندرجہ ذیل اشعار آپ کے تعارف کی نذر ہیں

خود آشنا بھی رہا اور خدا گواہ بھی تھا
وہ ایک مرد قلندر جو بادشاہ بھی تھا

وہ مرد حر وہ مجاہد وہ علم کا دریا تھا
ایک صاحب دل صاحب نگاہ بھی تھا
جھکا سکا نہ کبھی اس کا سر کوئی فرعون
وہ اپنی ذات میں تفسیر لاالہٰ بھی تھا
تلاش کرتی ہے چشم فلک اسے اب تک
وہ ایک ذرہ خاکی جو مہروماہ بھی تھا

(۲) ایک مرتبہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کو زیارت بیت اللہ کا شوق از حد غالب ہوا ایک روز اس بیقراری میں آپ نے دیکھا کہ تمام عالم جن وانس نماز پڑھتے ہیں اور حضرت صاحب کی جانب سجدہ کرتے ہیں۔

حضرت صاحب اس معاملہ سے نہایت متحیر ہوئے اور متوجہ کشف اسرار ہوئے معلوم ہوا کہ کعبہ معظمہ آپ کی ملاقات کے لئے آیا ہوا ہے اور آپ کا احاطہ کئے ہوئے ہے اس سبب سے جو کوئی شخص کعبہ کو سجدہ کرتا ہے وہ آپ کی طرف معلوم ہوتا ہے اس اثنا میں الہام ہوا کہ تو ہمیشہ زیارت کعبہ کا مشاق رہتا ہے اس واسطے ہم نے کعبہ کو تیری زیارت کے واسطے بھیجا ہے۔

(حالات مشائخ نقشبندی از مولوی محمد حسین بجوری ۱۵۱۵ء

اور

مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ)

(فائدہ) کہتے ہیں دربار عالیہ سرہند میں ایک چار دیواری ہے جہاں سیاہ پتھر کا فرش ہے تمام زائرین وہاں جاکر دوگانہ نفل ادا کرتے ہیں ان کا عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ اس جگہ خانہ کعبہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی زیارت کے لئے آکر ٹھہرا تھا اور اب یہاں اس کے انوار وبرکات موجود ہیں جو کہ اصحاب کشف پر منکشف ہوتے ہیں۔ اس وقت تک تین سو سال سے زائد گزر گئے اور ہزارہا بزرگوں نے وہاں زیارت کی مگر کسی نے اس کا انکار نہ کیا اور نہ کسی کا اعتراض منقول ہے۔

۳۔ شیخ جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطی المتوفی ۹۱۱ھ الحاوی للفتاوی ص ۴۱ ۳ ج میں فرماتے ہیں کہ شیخ برہان الدین ابناسیؒ نے تلخیص الکوکب المنیرؒ فی مناقب الشیخ ابی العباس البصیرؒ میں فرمایا کہ میرے شیخ ابوالعباس البصیر کی کرامات سے ایک کرامت یہ بھی ہے کہ ایک دن شیخ ابوالحجاج القصری

رحمۃ اللہ تعالیٰ اور میرے شیخ مکہ میں جمع ہوئے اور کرامات اولیاء کے واقعات میں مختلف پہلو سے گفتگو کر رہے تھے اندریں اثناء میں ابو لحجاج رحمۃ اللہ تعالیٰ نے میرے شیخ سے پوچھا

هل لك في طواف اسبوع

(کیا آپ کو ہفتہ کے طواف سے بھی شرف حاصل ہے)

یعنی ہفتہ میں ایک بار کرامت کے طور طواف کعبہ کو جاتے ہیں۔

میرے شیخ نے فرمایا۔

ان الله رجالا يطوف تشبيه بهم

اللہ تعالیٰ کے بعض ایسے بندے بھی ہیں جن کا کعبہ طواف کرتا ہے ابو العباس نے دیکھا کہ ان دونوں کا کعبہ طواف کر رہا ہے۔ اس کے بعد شیخ ابو الحاج اتباسی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

ولا ينكر ذلك فقد تظافرت اخبار الصالحين على نظير

هنده الحكايته (الحاوى للفتاوى ص ٣٤٢ ج٢

یعنی اس حکایت کا انکار کون کر سکتا ہے جب کہ اس جیسی بے شمار حکایات اولیاء کرام کی ہماری تقریر کی موئد ہیں۔

(فائدہ) "ایک ولی کا قول"

ان للہ رجالاً (اللہ تعالیٰ کے بہت بندے)

کتنا واضح ہے کہ بیت اللہ نہ صرف ایک دو ولیوں کی زیارت اور طواف کو جاتا ہے بلکہ بے شمار اولیاء کی خدمت میں اس نے حاضری دی اور پھر بھی اہل فہم کے لیے لطیف جملہ ہے لیکن

؎ دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

"اخبار الصالحین"

(۴) یہی علامہ سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے کچھ آگے اسی کتاب کے ص ۱۲ / ۴۰ ۳ میں فرماتے ہیں کہ

"وقد حکی جماعته ان الکعبته روایت تطوف ببعض الاولیاء و کلام الشیخ خلیل وناهیك به امامتہً و جلالتہً

یعنی بہت بڑی جماعت سے منقول ہے کہ کعبہ شریف بعض ولیوں کے گرد طواف کرتے دیکھا گیا یہ شیخ خلیل کا کلام ہے اور ان کی امامت و بزرگی مسلم ہے۔

فوائد:- (۱) لفظ کثیر قابل غور ہے کہ اس مسئلہ کو نہ صرف دو چار فقہا نے مانا ہے بلکہ بے شمار فقہاء کی تصریحات امام سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ کی نظروں میں ہے گو با لفظ کثیر نے ہمیں اس مسئلہ کے متعلق کنائی اجماع کا پتہ دیا۔

(۲) علامہ رحمتہ اللہ علیہ کا لفظ وغیر ہم بھی بڑی تسلی بخشتا ہے کہ یہ مسئلہ نہ صرف فقہاء نے مانا ہے بلکہ فقہاء کے علاوہ مفسرین۔ محدثین۔ متکلمین صوفیاء کرام کے علاوہ جتنا اسلامی محققین صاحبان فنون ہیں سب نے مانا ہے ان کی تصریحات اگرچہ ہم کو دیکھنا نصیب نہ ہوئیں لیکن علامہ سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ جیسے صاحب تصانیف کثیرہ و مناقب وفیرہ کا اشارہ طالب حق کو نہ صرف تسلی بخش ہے بلکہ اسے ظلمات کی وادیوں سے نکال کر عالم مشاہدات تک پہونچاتا ہے۔

(۳) حوالہ ثانیہ میں لفظ جماعۃ کیسا پیارا کلمہ ہے کہ کعبہ شریف نہ صرف ایک دو ولیوں کی زیارت کے لئے جاتا ہے بلکہ جب بھی اسے سیدنا جبرئیل علیہ السلام کے اعلان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ فلاں ولی فلاں مقام پر رونق افروز ہے تو فوراً بارگاہ حق سے اجازت طلب کرتا ہے اگر اجازت مل جاتی ہے تو کامل کی زیارت بھی کرتا ہے اور طواف بھی۔ اور یہ ہر زمانہ میں رہا اور تا قیامت رہے گا لیکن کعبہ شریف کا ولی کامل کو طواف کرنے کا مشاہدہ بھی ولی کامل کرتے ہیں یہ بھی منجملہ ایک کرامت کے ہے ہم تم کسی قطار میں نہیں۔

یہ علیحدہ بات ہے کہ جس کی زیارت اور طواف کے لئے کعبہ شریف آیا ہے

ا۔ جیسا کہ مسلم شریف میں ہے =اویسی غفرلہ

وہ مقام ارفع رکھتا ہے اور دیکھنے والے بھی مراتب و درجات میں کم نہیں ہوتے۔

(۴) جامع کرامات الاولیاء ص ج ۲۹ میں علامہ یوسف النبہانی الشافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ میں فرماتے ہیں۔

والانصاف ماقاله النشفى وقد سئل عما قيل ان الكعبه كانت تزور احد الاولياء هل يجوز القلول به فقال نقض العادة على سبيل الكرامته لاهل الولايته جائز عند اهل السنته من قطع المسافته البعيدة فى المدة القليلته من الزمان وقد رتب على ذالك الفقهار الحنيفته والشافعيه كثيرا من المسائل الشرعيته

(ترجمہ) انصاف وہی ہے جو امام نسفی نے فرمایا جب کہ آپ سے سوال ہوا کہ کیا کعبہ شریف کسی ولی کی زیارت کے لئے جاتا ہے آپ نے فرمایا ہاں بطریق کرامت علی خرق العادۃ اہل سنت کے نزدیک جائز ہے کہ تھوڑی سی مدت میں اتنا لمبا سفر طے ہو جائے اس پر تو فقہاء احناف و شوافع نے بے شمار شرعی مسائل مرتب فرمائے ہیں۔

صوفیہ کرام کی تصریحات

(۱) حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں کہ اگر وہ اپنے حجرہ عبادت میں ہوں تو خانہ کعبہ کو حکم ہوتا ہے کہ وہاں کے گرد

طواف کرے۔

فوائد السالکین مرتبہ شیخ الاسلام حضرت

خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

(۲) سید نا امام عفیف الدین ابو السعادات عبد اللہ بن اسعد الیافعی الیمنی ثم المکی

المتوفی ۸۶۸ھ (رحمۃ اللہ علیہ)

اپنی مشہور اور مستند کتاب "نزھۃ العیون النواظر و تحفۃ القلوب

الحواضر فی حکایات الصالحین والاولیاء والاکابر"

المعروف روض الریاحین فی حکایات الصالحین

مطبوعہ مصر ۱۳۰۷ھ ص ۳۲ میں فرماتے ہیں۔

روی ان رجلا رای غیرہ الکعبۃ من بلاد

بعیدۃ وآخرلانوی بعض المنکرین الکعبتہ یطوف بھا وقد سمعنا سماعاً

محققا ان جماعتہً منھم

"شوھدت الکعبتہ تطوف بھم طوافاً محققار و رائت بعضاً ممن شاھد

ذلک من الشقات الاتقیل بل من

ترجمہ۔ ایک بزرگ نے کسی کو کعبہ کی زیارت کرائی دوسرے بزرگ نے منکر ولایت کو اپنے گرد کعبہ کا طواف کرتے دکھایا اور ہم نے پوری تحقیق سے سنا ہے کہ بہت بڑی جماعت اولیاء کے گرد کعبہ شریف کو طواف کرتے دیکھا گیا اور طواف بھی حقیقی نہ یہ کہ صرف خیالی یا تصوری خود میں نے بھی بہت سے بزرگوں سے سنا ہے جنہوں نے اولیاء کے گرد کعبہ کو گھومتے ہوئے دیکھا اور وہ بزرگ بڑے معتبر اور ولی کامل اور متقی پرہیزگار تھے بلکہ بڑے اکابر علماء سے میں نے سنا ہے اگر بات طول نہ ہوتی جاتی تو میں سب بیان و تحریر کرتا۔

(فائدہ) امام موصوف کے زمانے میں بھی کعبہ کے گرد طواف کے منکر تھے سب سے بڑے

مزے کی بات یہ ہے کہ صرف ایک دوولیوں کا قصہ نہیں۔

''ان جماعتہ منھم''

یعنی اولیاء کی بڑی جماعت کا قصہ ہے کہ ان کی زیارت اور ان کے طواف کو کعبہ معظمہ تشریف لے گیا۔ مشائخ اولیاء علماء کی تصریحات کے مطابق جب کعبہ اولیاء امت محمدی کا طواف کرتا اور ان سے برکات حاصل کرتا ہے تو پھر ایسے اولیاء کرام کعبہ کے کعبہ ہوئے یا نہیں، اور جب غلامان محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی یہ شان ہے تو پھر ان غلاموں کے آقا کے کعبے کے کعبہ ہونے میں کیا شک ہے؟

یہ حال ہے خدمت گاروں کا
سردار کا عالم کیا ہوگا؟

امت فقیر نے اس موضوع پر رسالہ لکھا ہے جو کئی بار شائع ہوا بنام ''القول الجلی فی ان الکعبتہ تذھب الی زیارۃ الولی''

موضوع کی مناسبت سے مختصر دلائل ملاحظہ ہوں۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل

یہ مسلم ہے کہ ہر شے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہے آپ نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا۔ اس معنی پر کعبہ نہ ہوتا اور نہ ہی قبلہ نہ بنتا یہ بہار ساری صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہے امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔

ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منیٰ
لولاک والے صاحبی ترے گھر کی ہے

کعبہ کو قبلہ بنایا کس نے وہ کعبہ عرصہ سے بت پرستی کا مرکز تھا مشرکین کی مت پرستی کے علاوہ قبائح کے ارتکاب سے کعبہ معظمہ کی کسر شان میں کوئی کسر چھوڑ رکھی تھی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے کعبہ کو عزت ملی جس کے شکریہ میں آپ کی ولادت کے

بیت المقدس سے کعبہ کی طرف

کعبہ قبلہ نہ بنتا اگر نگاہ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نہ نوازا ہوتا جیسا کہ اہل علم کو معلوم ہے کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لاتے ہی بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے لگے تاکہ اہل کتاب مانوس ہوں لیکن وہ تو بجائے مانوس ہونے کے طعن دینے لگے کہ ہم غلط ہوتے تو ہمارے قبلہ کو کیوں قبلہ بنایا گیا بلکہ کہتے کہ ہمارا احسان ہے کہ مسلمانوں کو نماز طریقہ و سلیقہ نصیب ہے اور نہ وہ ہمارے قبلہ کی جانب نماز کیوں پڑھتے ہیں انہیں تو قبلہ کا بھی علم نہیں ہم ہیں تو انہیں نماز نصیب ہوئی ہے وغیرہ وغیرہ۔ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ مبارک تو پہلے سے ہی یہی تھا کہ قبلہ کعبہ ہو اسی بنا پر آپ نے جبرائیل علیہ السلام کو تبدیلی قبلہ کا فرمایا تو انہوں نے عرض کی آپ حبیب خدا ہیں خود ہی دعا فرمائیں تو کام بن جائے گا یہ کہہ کر حضرت جبریل علیہ السلام آسمان کو چلے تو آپ آسمان کی طرف دیکھنے لگے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آیت فلنولینک قبلتہ ترضیھا پ ۲ ع ۱۴۲ (ترجمہ) تو ضرور ہم پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔

(فائدہ) اس مضمون سے فائدہ اہل فہم پر روشن ہو گیا کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی کعبہ کو قبلہ بنایا ورنہ جونہی حضور علیہ السلام بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھ رہے تھے اسی طرح سلسلہ جاری رکھتے تو قبلہ کعبہ نہ ہوتا بلکہ قبلہ بیت المقدس ہوتا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ کرم ہوئی تو کعبہ کو قبلہ بنایا گیا۔

آیت قرآنی سے استدلال عجیب

یہ ایک حقیقت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہی حق تعالیٰ کی مطمع نظر ہے یہاں تو کعبہ کو قبلہ بنا کر سمجھایا گیا قبلہ نہ بیت المقدس ہے نہ کعبہ معظمہ بلکہ رضائے مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہی قبلہ ہے جس سے وہ چاہے اس دلیل کو دوسری طرح یوں سمجھے کہ کعبہ میں لاکھ نیکی کا ثواب عطا ہوتا ہے اسی طرح یہاں ایک نماز پڑھنے سے لاکھ نماز کا ثواب ملے گا لیکن موسم حج میں پانچ

نمازیں منیٰ میں پڑھنے کا ثواب کعبہ میں نماز پڑھنے سے بڑھ کر ہے اگر چہ یہاں تنہا بھی پڑھے اور کعبہ میں باجماعت جاکر پڑھے تب بھی حاجی کو جو ثواب منیٰ میں ملے گا۔ وہ کعبہ میں نہیں اس سے واضح ہوا کہ کعبہ مطلوب نہیں بلکہ کعبہ کے کعبہ کی ادا مطلوب ہے۔

یونہی نویں ذوالحج کا دن گزار کر مغرب و عشاء کو اکٹھا مزدلفہ میں جاکر ادا کرنے کو کہئے کہ یہاں مغرب کی نماز چھوڑ دینا غرض ہے اس سے معلوم ہوا کہ نماز مطلوب نہیں بلکہ ادائے محبوب مطلوب ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

نکتہ۔ وہ آیت جو تبدیلی قبلہ پر نازل ہوئی اس میں تبدیلی قبلہ کی علت غائیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی اور رضا کو بتایا گیا ہے چنانچہ آیت کا مضمون ملاحظہ ہو۔

قدنریٰ تقلب وجهك فی السماء

(ترجمہ) اے حبیب آسمان کی طرف تمہارے بار بار منہ اٹھانے کو ہم نے دیکھ لیا۔

فلنو لینك قبله ترضها پ ۲ رکوع نمبر ۲

ہم عنقریب (کعبہ ابراہیمی) کو قبلہ بنادیں گے تاکہ تم راضی ہو جاؤ۔

فائدہ۔ قبلہ موصوف ترضھا صفت ہے حکم جب صفت کے ساتھ مذکور ہو تو وہ اسی صفت سے مقید ہوتا ہے۔

(نور الانوار وغیرہ)

مزید بر آں یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بار بار دیکھنے پر تبدیلی قبلہ کا وعدہ مستقبل میں تھا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا تھی کہ تبدیلی جلد تر ہو اسی لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے فوراً حکم دیا کہ

فول وجهك شطر المسجد الحرام پ ۲ ع ۲

اگر جلدی ہے تو ابھی اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف کر لیجئے

(فائدہ) قرآن پاک اس میں صراحۃً فرما رہا ہے کہ قبلہ کی تبدیلی سے صرف اور صرف رضائے محبوب مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم مطلوب ہے اور بس انہوں نے چاہا تو ہم نے فوراً تبدیلی کا حکم دیا انہوں نے چاہا کہ دیر نہ ہو میں نے فرمایا بس ہو گیا۔

(مسئلہ) محبوب مصطفی نے کعبہ کو قبلہ بنایا تو اللہ تعالیٰ نے دنیا بھر کے مسلمانوں کے لئے

ابدی طور پر فرض کر دیا کہ جب تک کعبہ ابراہیمی کی طرف سجدہ نہ ہو کسی کا سجدہ قبول نہ ہو گا۔

(فائدہ) معلوم ہوا کہ کعبہ کو جو یہ شرف حاصل ہوا کہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ کرم کا صدقہ ہے ورنہ یہ کعبہ تو ہوتا لیکن ہمارا قبلہ نہ ہوتا۔

استدلال نبوی علی صاحبہ السلام

ایک دفعہ حضرت سعید بن المعلی رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آواز دی وہ نماز پوری کر کے حاضر دربار ہوئے فرمایا۔ اتنی دیر؟ عرض کی سرکار! میں نماز میں مشغول تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے یہ آیت نہیں سنی اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

استجیبو اللہ وللرسول اذا دعاکم (بخاری)

(ترجمہ) اللہ اور اس کا رسول جب تمہیں بلائے فوراً جواب دو۔

فائدہ۔ علماء فرماتے ہیں اس آیت سے ثابت ہوا کہ اگر نمازی نماز پڑھ رہا ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو آواز مبارک دیں تو اس پر فرض ہے کہ وہ نماز کو چھوڑ کر حاضر دربار ہو کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے کعبہ ہیں۔

نماز کو چھوڑ کر حاضر دربار ہونے اور آپ سے گفتگو کرنے اور آپ ہی کی طرف چلنے سے نماز میں کوئی نقص نہ آئے گا۔ کیونکہ نمازی اپنے چہرہ کو کعبہ سے پھیر کر کعبہ کے کعبہ کی طرف متوجہ ہو رہا ہے۔

نماز میں خلل بھی نہ آیا بلکہ اضافہ ہوا

جسے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلائیں وہ نماز میں ہو اسے نماز چھوڑ کر جانا فرض ہے۔ اندریں دوران نماز کے ارکان ٹوٹ گئے کہ رخ قبلہ نہ رہا۔ قراۃ چھوٹ گئی بلکہ فساد نماز لازم آیا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو ہوئی۔ باوجود اسکے وہ شخص نماز وہاں سے آکر شروع کرے جہاں چھوڑ کر گیا اور یہ درمیان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم کلامی کا ثواب ہوا یہ قاعدہ بتاتا ہے کہ آپ کعبہ کے بھی کعبہ ہیں۔

مسئلہ تشہد سے استدلال

تشہد ہو یا قیام قرأت نماز کے کسی حصے میں یا ویسے ہی دینوی کلام یا کسی کو سلام کہنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے لیکن تشہد میں جب تک السلام علیک ایہا النبی نہ پڑھا جائے گا نماز نہ ہو گی۔ اس سے یہی سمجھایا گیا کہ تمھاری نماز کا قبلہ کعبہ ہے لیکن تمھاری روح وایمان کا قبلہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

عین نماز میں تعظیم صلی اللہ علیہ وسلم

عن سہل ابن سعدالساعدی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذھب الیٰ بنی عمروبن عوف لیصلح بینھم فحانت اصلوٰۃ فجاء الموذن الیٰ ابی بکر فقال اتصلی للناس فاقیم قال نعم فصلی ابوبکر فجاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والناس فی الصلوٰۃ نتخلص حتیٰ وقف فی الصف فصفق الناس وکان ابوبکر لایلتفت فی صلوٰۃ فلما اکثرالناس التصفیق التفت فرائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاشا رالید رسول اللہ علیہ وسلم انامکث مکانك فرنع ابوبکر یدیه نحمداللہ علی ما امرہ بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما انصرف قال یا ابابکر مامنعك وان متثبت اذا مرتك فقال ابوبکر ماکان لابن ابی قحانته ان یصلی بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ (بخاری شریف)

حضرت سھل ابن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ بنی عمر ابن عوف میں صلح کرانے کے لئے تشریف لے گئے جب نماز کا وقت ہوا تو موذن نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ سے پوچھ کر اقامت کی اور انہوں نے امامت کی۔ اس اثناء میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے اور صف میں قیام فرمایا جب نمازیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو تالی لگانے لگے (تاکہ حضرت ابو بکر صدیق متنبہ ہو جائیں) اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہٗ نماز میں کسی بھی طرف دیکھتے نہ تھے۔ جب تالی کی آواز سنی اور گوشہ چشم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو پیچھے ہٹنے کا قصد کیا۔ حضرت نے اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ پر ٹھرے رہو، حضرت ابو بکر نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور اللہ کا شکر ادا کیا اس وقت کہ حضرت نے ان کو جائے امامت پر کھڑا رہنے کا حکم دیا جب نماز سے فارغ ہوئے تو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ تم کو اپنی جگہ کھڑے رہنے سے کونسی چیز مانع ہوئی تو انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ابوقحافہ کے بیٹے کی کیا مجال کہ آپکے آگے نماز پڑھائے۔

لطیفہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ بالخصوص صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تو یہ حال ہے کہ عین نماز میں آپکی تعظیم وتکریم فرض کی طرح سمجھ رہے ہیں ادھر اسماعیل دہلوی کا یہ حال ہے کہ صراط مستقیم میں لکھتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نماز میں خیال آجائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے اور آپ کا خیال گدھے وغیرہ اور بی بی کے جماع کے تصور سے بدتر ہے (معاذ اللہ)

مخالفین کا اپنا حال

بھوپالی۔ غیر مقلدین کے نامور محدث ومفسر وحید الزماں "اہلحدیث (وہابی) نے لکھا ہے کہ سید (صدیق حسن) نے اپنی بعض توالیف میں بدیں الفاظ ندا کی ہے۔ قبلہ دین مددے کعبہ ایماں مددے ابن قیم مددے قاضی شوکاں مددے (ہدیۃ المہدی ص ۲۳) وہابیہ۔ اگر تمہارے مولوی قبلہ وکعبہ ہو سکتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبے کا کعبہ ہونے میں نجدی توحید کیوں لرزہ براندام ہے۔

لطیفہ۔ فرقہ دیوبندیہ کے اکابر، مولوی اسمعیل دہلوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی نے مدگان خدا پر قبلہ کا اطلاق حرام لکھا پھر ان کے حواریوں نے انہیں نہ صرف قبلہ وکعبہ بلکہ کچھ آگے لکھ دیا۔

مولوی محمود الحسن دیوبندی نے مولوی رشید احمد گنگوہی کے مرنے کے بعد۔ (اگرچہ مولوی رشید احمد گنگوہی نے مرثیہ کو بھی حرام لکھا "فتاوی رشیدیہ") گنگوہی کے لئے مرثیہ لکھا چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

پھرے تھے کعبہ میں پوچھتے تھے گنگوہ کا راستہ

سوالات (۱)

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے بھی کعبہ ہیں تو پھر تم نے اعلیٰ کو چھوڑ کر ادنیٰ کا دامن کیوں تھاما۔ سجدہ طواف وغیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہونا چاہئے؟

(جواب) یہی سوال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کیا تھا لیکن انہوں نے عشق کے پیش نظر اور دور حاضرہ کا معترض محض یہ بنائے انکار جب انہوں نے جانوروں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کرتے دیکھا۔ تو عرض کی کہ ہمیں بھی اجازت ہو آپؐ نے فرمایا سجدہ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور تعظیم کا سجدہ بھی کسی کو روا نہیں اگر روا ہوتا تو عورت کو حکم ہوتا کہ وہ شوہر کو سجدہ کرے۔ اسی لئے ہمارے نزدیک سجدہ تعظیم حرام ہے، پیر ہے یا استاد۔ تحقیق و تفصیل امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کی کتاب "الزبدۃ الزکیہ" میں ہے ہاں دل کا سجدہ جتنا ہو کم ہے وہ قلب میں تعظیم و تکریم اور عشق اور محبت کیا خوب فرمایا۔ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے

اے شوق دل یہ سجدہ گر ان کو روا نہیں
اچھا وہ سجدہ کیجئے کہ سر کو خبر نہ ہو

اور حضرت مولانا مفتی احمد یار خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

سر سوئے کعبہ جھکا اور دل سوئے (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم)
دل کا خدا بھلا کرے یہ نہیں اختیار میں

امام احمد رضا خاں بریلوی رضی اللہ عنہ نے ایک اور مقام پر فرمایا۔

سر سوئے روضہ جھکا تو پھر تجھ کو کیا
دل تھا ساجد نجدیا پھر تجھ کو کیا
بے ادبی میں سجدہ اربافت طواف
جو کیا اچھا کیا پھر تجھ کو کیا

طواف۔ مکلف، غیر مکلف کے احکام جدا جدا ہیں جانوروں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا۔ شجر و حجر وغیرہ کا سلام و سجدہ ہمارے لئے درس عبرت ہوتا ہے کہ وہ غیر مکلف اور بے شعور ہو کر غلام بے دام ہیں تو تم باشعور اور امتی ہو کر ان کی نیاز مندی سے محروم ہو۔ یہی حالت

طواف کی ہے کہ ہمیں طواف سے روکا گیا۔ لیکن ملائکہ نے کیا۔ امام احل ابن المبارک۔ وابن ابی الدنیا تا قیامت طواف کر رہے ہیں چنانچہ ابوالشیخ اور ابن النجار کتاب الدر الثمینہ فی تاریخ المدینہ میں کعب احبار سے راوی کہ انہوں نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے بیان کیا اور کتاب التذکرہ میں امام ابو عبداللہ محمد قرطبی کے لفظ یہ ہیں کہ

روی ابن المبارك عن عائشه رضی الله تعالیٰ عنها انها قالت ذكروا رسول الله صلی الله علیه وسلم وكعب الاحبار حاضر فقال كعب الاحبار

ترجمہ۔ یعنی امام ابن المبارک نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک تھا اور اس وقت کعب احبار حاضر تھے تو کعب نے کہا ہر صبح ستر ہزار فرشتے اتر کر مزار اقدس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا طواف کرتے اور اس کے گرد حاضر رہ کر صلوۃ وسلام عرض کرتے رہتے ہیں۔ یونہی ستر ہزار رات میں حاضر رہتے ہیں اور ستر ہزار دن ہیں۔

حتی اذا انشقت عنه الارض خرج فی سبعین الفامن الملائکته یرفونه صلی الله علیه وسلم.

ترجمہ۔ جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مزار مبارک سے روز قیامت اٹھیں گے ستر ہزار ملائکہ کے ساتھ باہر تشریف لائیں گے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہ عزت میں یوں لے چلیں گے جیسے نئی دلہن کمال اعزاز و فرحت و سرور راحت و آرام و تزک واحتشام کے ساتھ دولہا کی طرف لے جاتے ہیں مجمع بحار الانوار میں بعلامت ط علامہ طیبی شارح مشکوٰۃ ہے۔

ومنه فی الوجهین فی سبعین الفامن الملائکته یرفونه صلی الله علیه وسلم.

شیخ محقق محدث دہلوی قدس سرہ مدارج میں اسی حدیث کے ترجمہ میں فرماتے ہیں۔

(چون مبعوث)

میگرود از قبر شریف بیرون می آید میان این فرشتگان زفاف می کنند اور اوزفاف دراصل بمعنی بردن عروس خانہ زوج و مراد رینجا لازم معنی ست کہ بردن محبوب ست پیش محب یعنی بردن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدرگاہ عزت (حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مبعوث ہوں گے مزار پاک سے باہر تشریف لائیں گے تو ان ستر ہزار ملائکہ کے ساتھ خوشی سے چلیں گے زفاف

دراصل دولہن کو دولہا کے گھر پہنچانے کو کہتے ہیں لیکن یہاں لازمی معنی ہے کہ یعنی محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو بارگاہ حق تعالیٰ میں پہنچانا۔

(سوال) کعبہ کا جھکنا یا کہیں جانا عقل کے خلاف ہے؟

جواب۔ ہاں عقل کے خلاف ہوگا عشق کے عین مطابق ہے اور عقل معتزلہ کا ہے جو اشیاء کے شعور کے خلاف تھے۔ اہلسنت کا مذہب ہے کہ تمام اشیاء میں ان کے لائق شعور بھی حیات و موت بھی موثر دلائل ملاحظہ ہوں۔

قرآن شریف میں ہے کہ

وان من شی الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقھون تسبحھم ط

عالم اسلام کی عبقری شخصیت حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قادری (۶۳۸ھ) فرماتے ہیں کہ علماء نظر کے زعم کے مطابق اگر اس سے تسبیح حال مراد ہو تو ارشاد الٰہی۔

(ولکن لاتفقھون تسبیحھم

کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

(فلو کان تسبیح حال کما یزعم بعض علماء المنظر لم تکن فائدۃ فی قولہ ولکن لاتفقھون تسبیحھم)

فتوحات مکیہ (ج) (ذکر بعض مراتب الحروف) اسی آیت کریمہ کے تحت فرماتے ہیں کہ تسبیح صرف زندہ ہی کرتا ہے۔

(ولایسبح الاحیٰ) ایضاً باب ۹

خدا کی پاکی وہی بیان کرتا ہے جو زندہ، عاقل اور اپنے معبود و مسبح کو جانتا ہے۔

(ولا یسبح الاحی عاقل عاط مسبحہ) یہ جان لو کہ روٹی، پانی، تمام مطاعم و مشارب اور تمام ملابس و مجالس میں لطیف اور غریب ارواح موجود ہیں جو ان کی حیات علم اور تسبیح رب کا راز ہیں۔

فاعلم ان فی الخبز والماء وجمیع المطاعم والمشارب والملابس و المجالس ارواحا لطیفہ غریبتہ ھی سر حیاتہ وعلمہ وتسبیہ ربہ ایضاً جزو سابع

بلکہ تمام عالم میں سرحیات ہے۔

(اہل سر الحیات فی جمیع العالم) ایضا باب

جن کو جمادات و نباتات کہا جاتا ہے ہم اہل توحید کے نزدیک ان میں ارواح ہیں جو غیر اہل کشف سے مخفی ہیں۔

المسمیٰ بالجماد والنبات عندنا لهم ارواح بطنت عن ادراك غير اهل الكشف

ایضاً باب ۱۲

ارباب کشف کے نزدیک سب سے حیوان ناطق بلکہ حی ناطق

فاكل عنداهل الكشف حيوان ناطق بل حی ناطق

اللہ تعالیٰ نے جمادات و نبادات کی گویائی کو ہماری آنکھوں اور کانوں سے اخذ کر لیا ہے۔

المسمیٰ جساداً و نباتاً اخذالله بالصارنا واسماعنا عما هم عليه من النطق ايضا باب ۱۲

رسول مکرم سید عرب و عجم، دانائے راز لوح و قلم صلی اللہ علیہ وسلم کو کشف اتم اور مشاہدہ اکمل حاصل تھا اس لئے آپ وہ سب کچھ دیکھتے تھے جو دوسرے نہیں دیکھ پاتے۔

فكان له صلی الله عليه وسلم الكشف الاتم خيریٰ مالا نریٰ ايضاً باب ۱۲

بہر حال یہ سوال معتزلہ کو بجتا ہے اگر کوئی اس قسم کا خیال رکھتا ہے تو وہ معتزلی ہے اور معتزلہ و جوارج کلاب النار ہیں اگر کسی کو جہنم کا کتا بننے کا شوق ہے تو بڑے شوق سے پورا کرے ہم ایسے شوقین لوگوں کو کیا کہہ سکتے ہیں۔

سوال۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کی طرف سجدے کئے اور اس کے طواف کئے اور تم اس کے برعکس کہتے ہو۔

جواب۔ تحقیقی جولابات گزر چکے ہیں اہم بات یہ ہے کہ اعلیٰ ادنیٰ کی تعظیم و تکریم کرے تو وہ اس کے پیار کی دلیل ہے۔نہ کہ فضیلت کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کے لئے قیام فرماتے ان کے ہاتھ چومتے اس سے کیا سمجھا جائے گا سیدنا عمر و سیدنا علی رضی اللہ

عنہا نے سیدنا اویس قرنی کی ملاقات کے لئے حرمین سے قرن کا سفر کیا اس سے ایک تابعی بزرگ کی خلفاء راشدین پر فضیلت ثابت ہو گی وغیرہ۔

سوال۔ حضور علیہ الصلوۃ اور دیگر انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے کعبہ کا طواف واستقبال ثابت نہیں تم نے اولیاء کرام کے لئے کیسے مان لیا؟

(جواب) یہ قاعدہ ہی غلط ہے کہ جو اعلیٰ کے لئے ثابت نہ ہو وہ ادنیٰ کو بھی حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ قاعدہ یہ ہے کہ جو شے ادنیٰ کے لئے ثابت ہو گی وہ اعلیٰ کیلئے بطریق اولیٰ ہو گی۔ مثلاً شہداء کی حیات قرآن مجید میں منصوص ہے لیکن انبیاء علیہم السلام کے لئے صریح نہیں تو کہا جائے گا کہ شہداء ادنی ہیں ان کے لئے شہادت ثابت ہے تو انبیاء علیہم وسلم اعلی ہیں ان کے لئے بطریق اولیٰ ثابت ہے اور حضرت سلیمان بلقیس کا تخت خود نہ لائے بلکہ آصف بن برخیار رضی اللہ عنہ نے لا کر سامنے رکھ دیا تو اس کا کیا معنی ہے کہ وہ طاقت حضرت سلیمان علیہ السلام کو حاصل نہ تھی۔ حاصل تھی اور ضرور حاصل تھی لیکن غبی کو سمجھانا مطلوب تھا۔

یہ حال ہے خدمتگاروں کا سردار کا عالم کیا ہو گا

هذا آخر نارقم قلم الفقير القادری
الی الصالح محمد فیض احمد اویس رضوی غفر لہ ۱۴۱۲ھ بروز

۱۷ دسمبر ۱۹۹۱ء
بھاولپور
پاکستان

غزل کہ در بارہ عزوم سفرِ اطہرِ مدینہ منورہ از مکہ معظمہ بعد حج

بمحرم ۱۲۹۶ھ عرض کردہ شد

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

رکنِ شامی سے مٹی وحشتِ شامِ غربت
اب مدینہ کو چلو صبحِ دِل آرا دیکھو

آبِ زمزم تو پیا خوب بجھائیں پیاسیں
آؤ جودِ شہِ کوثر کا بھی دریا دیکھو

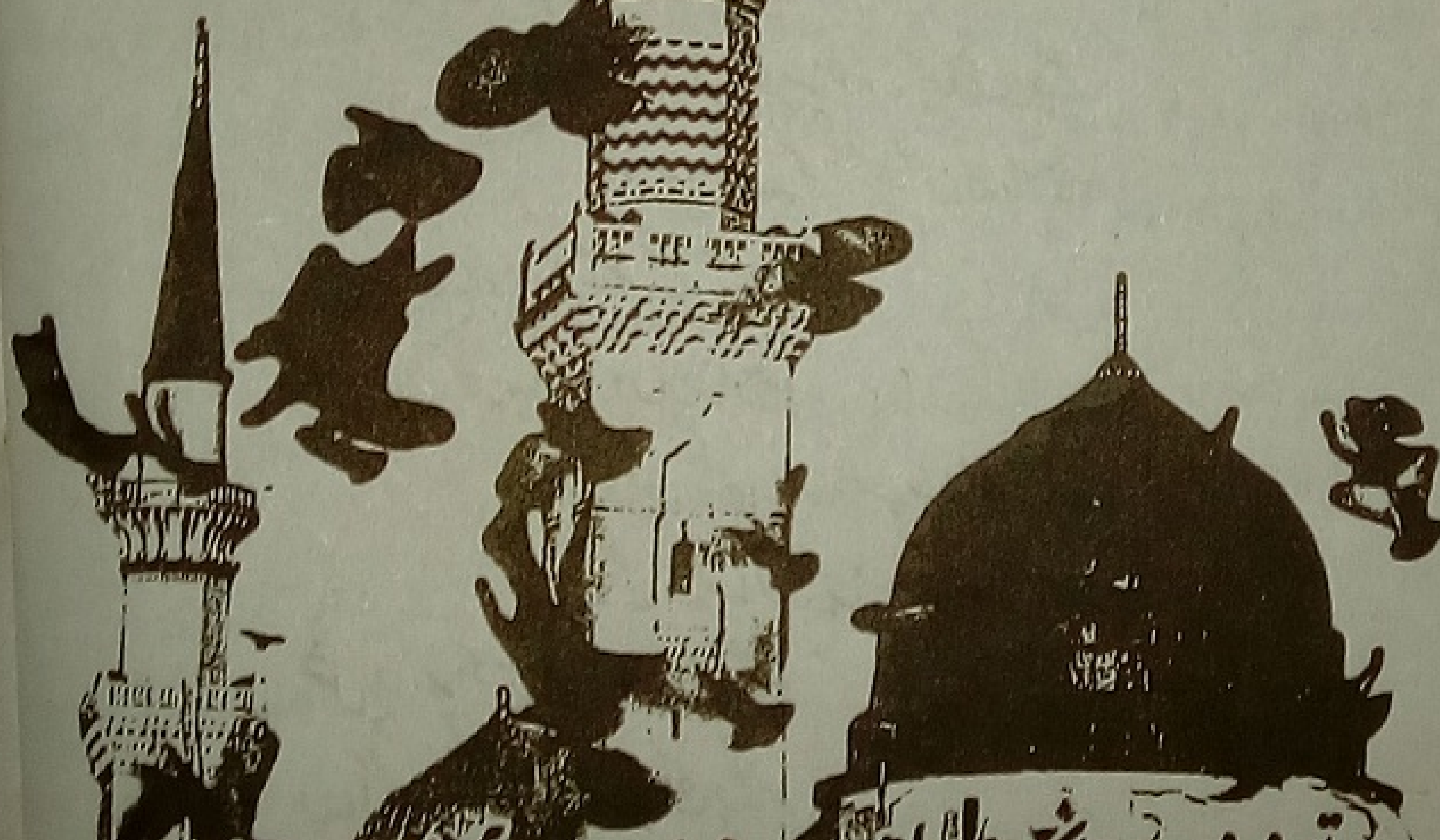
زیرِ میزاب ملے خوب کرم کے چھینٹے
ابرِ رحمت کا یہاں زور برسنا دیکھو

دھوم دیکھی ہے درِ کعبہ پہ بیتابوں کی
اُن کے مشتاقوں میں حسرت کا تڑپنا دیکھو

مثلِ پروانہ پھرا کرتے تھے جس شمع کے گرد
اپنی اُس شمع کو پروانہ یہاں کا دیکھو

رقصِ بسمل کی بہاریں تو منیٰ میں دیکھیں
دلِ خونابہ فشاں کا بھی تڑپنا دیکھو

غور سے سن تو رضاؔ کعبہ سے آتی ہے صدا
میری آنکھوں سے مرے پیارے کا روضہ دیکھو



تصنیف: ملک التحریر، مناظرِ اسلام، رئیس الفتاوٰی

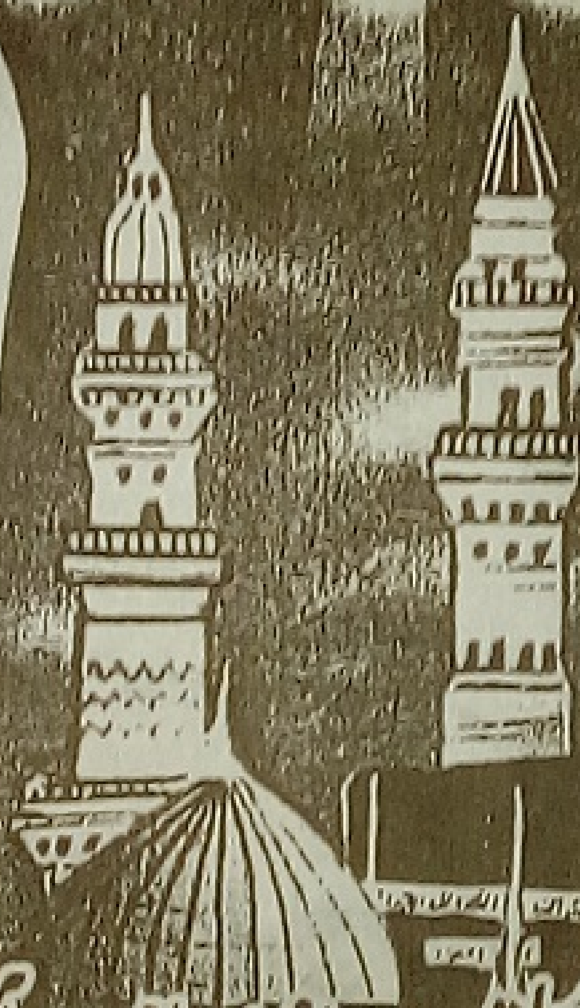
مفتی حافظ محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی (بہاولپور)

مکتبہ اویسیہ رضویہ (سیرانی روڈ) بہاولپور پاکستان

ناشر: قطب مدینہ پبلشرز۔ کراچی۔

موبائل: ۰۳۲۰-۴۰۲۷۵۳۶

کُن کی کُنجی



تصنیف: ملک التحریر، مناظر اسلام، رئیس الفتاواہ

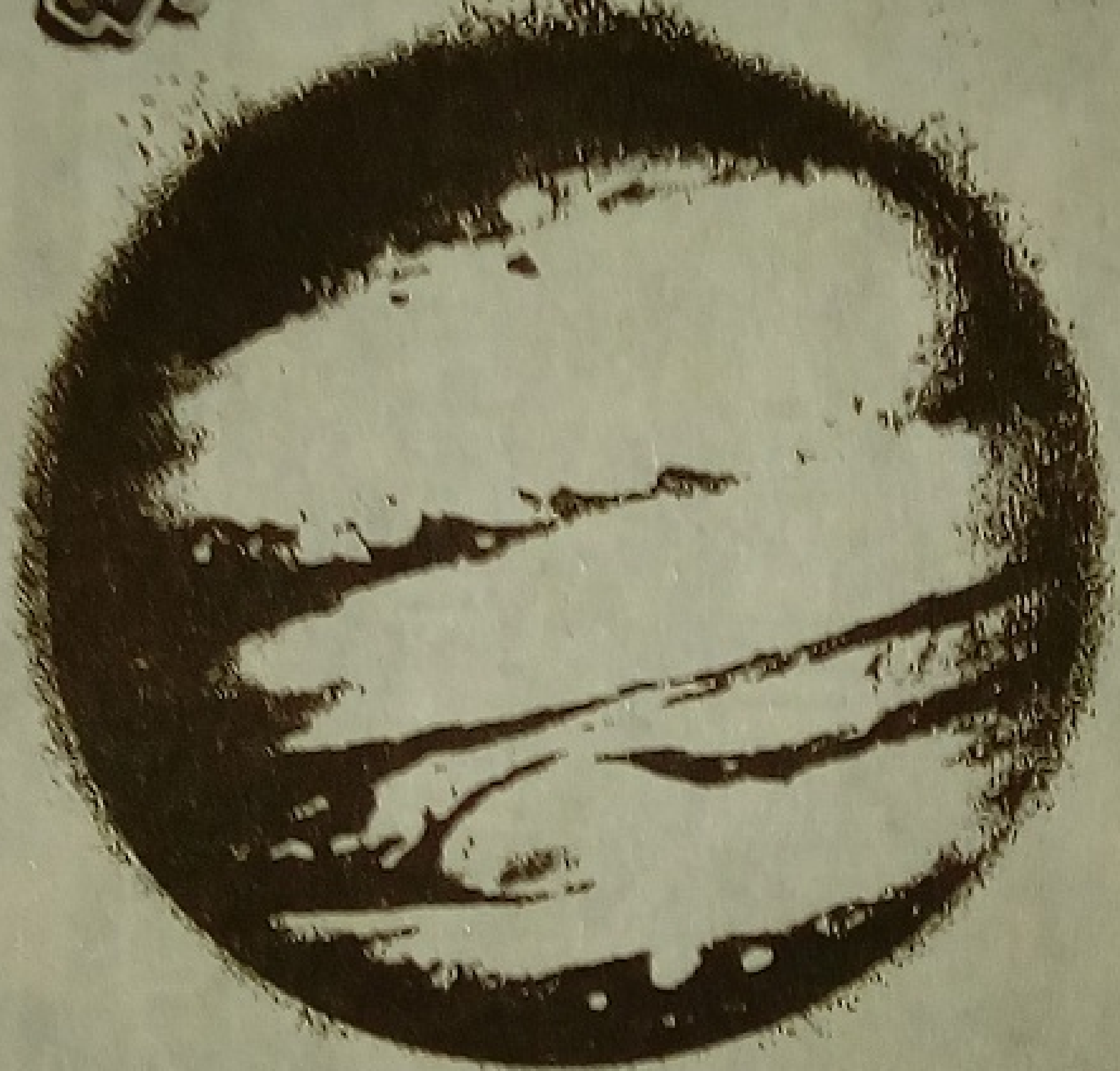
مفتی حافظ محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی (بہاولپور)

ناشر:

قطب مدینہ پبلشرز۔ کراچی۔

موبائل: ۰۳۲۰_۴۰۲۷۵۳۶

اوجھڑی کی کراہیت



تصنیف: ملک التحریر مناظرِ اسلام، رئیس الفتاویٰ

مفتی حافظ محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی (بہاولپور)

مکتبہ اویسیہ رضویہ (سیرانی روڈ) بہاولپور پاکستان

ناشر: قطب مدینہ پبلشرز۔ کراچی۔

موبائل: ۰۳۲۰-۴۰۲۷۵۳۶

قطب مدینہ پبلشرز کی جانب سے

حضرت علامہ مفتی اعظم پاکستان، مصنف اعظم اسلام، شیخ المشائخ حضرت سرکار قبلہ الحاج الحافظ پیر فیض احمد اویسی صاحب زیدہ مجدہ کی ایمان افروز کتب کا مطالعہ فرمائیں۔

کعبے کا کعبہ	مصنف: علامہ مفتی فیض احمد اویسی صاحب
کن کی کنجی	مصنف: علامہ مفتی فیض احمد اویسی صاحب
کن کی زبان	مصنف: علامہ مفتی فیض احمد اویسی صاحب
فضائل قرآن	مصنف: علامہ مفتی فیض احمد اویسی صاحب
فضائل درود و سلام	مصنف: علامہ مفتی فیض احمد اویسی صاحب
لو جھڑی کی کراہیت	مصنف: علامہ مفتی فیض احمد اویسی صاحب
کیا میت کا کھانا جائز ہے؟	مصنف: علامہ مفتی فیض احمد اویسی صاحب
سبز عمامے کا جواز	مصنف: علامہ مفتی فیض احمد اویسی صاحب
مسواک اور ٹوتھ پیسٹ	مصنف: علامہ مفتی فیض احمد اویسی صاحب
کیا دیوبندی بریلوی ہیں؟	مصنف: علامہ مفتی فیض احمد اویسی صاحب
ٹیلی ویژن دیکھنا کیسا، فتویٰ	مصنف: علامہ مفتی فیض احمد اویسی صاحب
باکمال نابینے	مصنف: علامہ مفتی فیض احمد اویسی صاحب

ناشر قطب مدینہ پبلشرز۔
موبائل 0320-4027536 کراچی